لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

زیر سرپرستی و ادارت خصوصی

احمد المکنیٰ بابی الکلام الدہلوی

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲ آنہ

مقام اشاعت
۷ ۔ ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

نمبر ۲۵ — کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۲

Calcutta : Wednesday, June 25, 1918.

موجودہ نسل اسلامی کا بزرگ ترین فرزند :-

مرحوم محمود شوکت پاشا

القریشی الفاروقی

اپنے اصلی عربی لباس میں، جنکی شہادت موجودہ عصر مصائب کے عظیم ترین سانحات ملیہ میں سے ہے -

نور اللہ مضجعہ

مرحـــوم شـــوکت پاشـــا

گذشتہ انقلاب کے دوسرے دن

[۱] اسکیاس افندي وزیر محکمہ پست و تلغراف
[۲] شیخ الاسلام
[۳] شاهزاده سعید حلیم - پرسیڈنٹ سابق و وزیر خارجیہ و صدر اعظ
[۴] جلال بک وزیر معدنیات و زراعت
[۵] مارشل محمود شوکت پاشا مرحوم وزیر اعظم و وزار جنگ
[۶] ابراهیم پاشا وزیر عدالت
[۷] حاجي عادل بک وزیر داخلي
[۸] رفعت بک وزیر مال
[۹] بریاد افندي وزیر پبلک ورکس

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor

Abul Kalam Azad

7 / 1 McLeod street,

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Hf-yearly " " 4-12

الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی

ابو الکلام الدہلوی

محل اشاعت

۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

« الہلال »

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ | کلکتہ: چہار شنبہ ۱۹ رجب ۱۳۳۱ ہجری | نمبر ۲۵

Calcutta : Wednesday, June 25, 1913.

اطلاع

خریداران الہلال کي خدمت میں

الہلال کي دوسري ششماهي جلد کا یه اخري پرچه هے - جن حضرات نے گذشته جولائي میں سالانه قیمت دي تهي، یا جنهوں نے جنوري میں ششماهي مرحمت فرمائي تهي، انکا حساب اس اشاعت سے ختم هو گیا - اگر ائنده کیلیے الهلال کي اعانت مقصود هو، تو براه کرم اس نمبر کو دیکهتے هي ائنده کیلیے قیمت روانه فرمائیں، یا ایک کارڈ لکهکر وی - پي - کي اجازت دیں - ورنه مجبوراً انکي خدمت میں ائنده پرچه روانه نهو گا -

تذکار شهداء اسلام

الهلال کي " اشاعة خونیں "

افسوس هے که جس مخصوص اشاعت کا گذشته پرچے میں ذکر کیا گیا تها، اسکي ترتیب کي بالکل مهلت نه ملي - ناظرین سے معافي خواه هوں - انشاء الله نئے سال کي ابتدائي اشاعات میں اسکا حسب دلخواه انتظام هو جائیگا - تصاویر بکثرت هیں اور چهپ رهي هیں - صرف مضامین کي ترتیب باقي هے -

ایڈیٹر

فہرس

شذرات

خاتمة السنة الاولی ۲

مسئلہ ارمنیہ ۲

ترکوں پر نظر عنایت ۲

ہفتۂ جنگ ۳

مقالۂ افتتاحیہ

السداد والسداد ۳

بقیہ شذرات ۸

مذاکرۂ علمیہ

حظ و کرب (۲) ۹

بقیہ شذرات ۱۱

زر اعانۂ اردو معلی ۱۱

احرار اسلام

الحریة فی الاسلام ۱۲

مقالات

المکاتیب العربیہ ۱۴

رقایق و حقایق

اقسکرا میدان ۱۷

کارزار طرابلس

ایک فتح عظیم ۱۸

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین ۱۹

فہرست زر اعانۂ مہاجرین عثمانیہ ۲۰

تصاویر

مرحوم محمود شوکت پاشا اپنے وطنی لباس میں صفحہ خاص

وزارت عثمانیہ کا مرقع " "

سفر ہجرت کے بعض مناظر ۱۷

شذرات

خاتمة السنة الاولى

فیضي گماں مبر که غم دل نگفته ماند
اسرار عشق انچه تواں گفت ' گفته ایم

الحمد لله که الهلال کي اشاعت کے پہلے سال کا یه اخري پرچه هے - اس پرچے پر دوسري ششماهي جلد ختم هوگئي ' اور اشاعة اتیه سے تیسري جلد شروع هوگي : فالحمد لله في البداية و الانتها ' و الشکر له في السراء و الضراء - و نسال الله ان یرزقنا ' کمال الحسنیٰ ' و سعادة العقبیٰ ' و خیر الاخرة و الاولیٰ :

ز عاشقاں جهاں غیر ما نما ند کسے
بیار باده که ما هم غنیمتیم بسے

اس موقعه پر بہت سے خیالات تھے ' جو معرض تحریر میں آجاتے تو بہتر تھا - جس زندگي کیلیے هر ساعت اور هر لمحے میں اپنے نفس و اعمال کا احتساب ضروري هے ' کم از کم چهه مهینے کے بعد تو اسپر ایک نظر ڈال لي جاے - سب سے بہتر " کراماً کاتبین " انسان کیلیے خود اسکا ضمیر هے ' اور جو لوگ اس فرشتۂ غیبي کي صدا کي سماعت حاصل کر لیتے هیں ' اُنکو احتساب اعمال کیلیے قیامت کے دن کي ضرورت نہیں رهتي - وہ جب کبھی اپنی جستجو میں نکلتے هیں تو خود انکے اندر سے آواز آتی هے :

اقرا کتابک ' کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا ! (۱۷ : ۱۵)	اپنے اعمال کی کتاب پڑھلے ' آج کے دن کسی دوسرے کاتب و شاهد کی ضرورت نہیں ' خود تیرے ضمیر هی کا احتساب تیرے لیے کافی هے !

لیکن افسوس هے که بعض ضروري اور مقدم افکار نے خاتمۂ جلد کے لکھنے کي مہلت نه دي ' اسلیے الله تعالیٰ کے شکر ' معاونین کرام کے تجدید ذکر ' اور آئنده کیلیے طلب توفیق رفیق ' و استقامت و ثبات کي دعا پر ' اس جلد کو ختم کرتا هوں ' اور آینده اشاعات کے فاتحۂ جلد ثالث کے مضمون پر بعض ضروري گذارشات وقت ملتوي -

جو کچهه کیا جا رها هے ' سب کے سامنے هے - اور جو کچهه کرنے کا اراده هے ' اسکے لیے ادعا نہیں - صلے کي نه کبھي خواهش هوئي ' اور نه نکته چیني کي سماعت سے انکار هے - اگر کوئی ایک لمحه بھي خدمت ملة اور اعلاء حق کا نصیب هوا ' تو یه اسکا فضل هے - اور اگر نیتوں میں کھوٹ اور کاموں میں قصور رها ' تو یه میرے نفس کي کمزوریاں هیں : ما اصابک من حسنة فمن الله ' وما اصابک من نفسة فمن نفسک -

پہلي صورت میں تحسین کي خواهش نہیں مگر انصاف کي التجا ضرور هے - اور دوسري حالت میں اعتراف سے گریز نہیں ' مگر دعا کي التماس البته رکھتا هوں - فنعوذ با لله من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا و من یهدي الله فما له من مضل ؟

مسئلۂ ارمنیه

ایشیالي ترکي میں زیاده تر پانچ قومیں آباد هیں : ترک ' ارمني ' عرب ' کرد ' یوناني - انمیں بڑي تعداد ارمنیوں کی هے جن کی آبادي ۳۹ فیصدي هے - مستر تھومیسن کی راے میں یهی قوم سب سے زیاده سر مشق ستم هے ' وہ کہتے هیں :

" قتل و غارت ' لوٹ مار ' عفت دری ' اور زبردستي مسلمان بنا لینے ' زمین و املاک کو جبراً ضبط کر لینے کي کار روائیاں کچهه نصف ... سے علی الا تصال جار هیں - حکام کے دستبرد سے اسکا انتظام اول هی هوچکا تها که ارمنیوں سے اسلحه لے لیے گئے تھے - اسلیے غریب نصراني ارمني اپني حفاظت خود نہیں کرسکتے - حکام کی ریشه دوانیوں سے اکثر قتل عام هوتے رهے هیں ' اور جو لوگ قتل هونے سے بچ رهے ' جلاے وطن کردیے گئے - عجیب ترین امر یه هے که ارمني یه تمام مصیبتیں جھیلتے هیں ' پھر بھي اُنکي دلي آرزو یهي هے که دولت عثمانیه کا ایک جزو بنکر رهیں - اس معامله میں وہ اسقدر از خود رفته هیں که اگر آج یورپ اُنکو آزاد بھي کرا دے تو وہ اسکو منظور نہیں کر سکتے "

یه تخیلات اس قدر غرابت آفریں تھے که مقامي اینگلو انڈین معاصر کی عصبیت بھي ۱۸ - جون سنه ۱۹۱۳ ع کي اشاعت میں ان کو مجموعۂ تضاد ماننے پر مجبور هے ' کیونکه " ارمنیوں کو روسي رعایا بننے کي اجازت دي جاتي هے ' جب بھي وہ ترکي رعایا بنکر هي رهنا پسند کرتے هیں "

مستر تھومپسن انگلستان کو الزام دیتے هیں که " ترکی کو تمام بد عنوانیوں سے وہ روک سکتا تها - اب بھی موقع هے که ایشیائی ترکی میں سلسلۂ اصلاح جاري هو تو فرنگی سلطنتیں اُس پر نگرانی رکھیں - نیز فرنگی حکام نگراں مقرر کیے جائیں "

انگلشمین اس راے کی تحسین کرتے هوے اس کے عملی نفاذ میں مشکلات کے پیش آمد سے خوف زده هے ' تاهم اُس نے قطعی فیصله کر دیا هے که " فرنگی سلطنتوں کی امداد سے انگلستان کو حق حاصل هے که دولت عثمانیه سے نصرانیوں کے حقوق کی نگرانی کے لیے با قاعده مطالبه کرسکے ' کیونکه دنیا بھر میں اس وقت برطانیه هی سب سے بڑي " اسلامی سلطنت " هے " یعنی " سب سے بڑي اسلامی سلطنت " کا یه حق نہیں هے که مسلمانوں کو مظلومیت سے بچانے کا مطالبه کرے - البته اُس کو یه حق ضرور حاصل هے که سب سے بڑي اسلامی سلطنت هونے کی عجیب و غریب خصوصیت کو اسطرح عمل میں لاے که بقیة السیف مسلمان سلطنتوں کے داخلی نظم و نسق میں ' مداخلت و دراندازي کرکے ' انکي رهي سهی زندگي کا بھی خاتمه کردے ! !

ترکوں پر نظر عنایت

وان ڈر گولز کو آزاد کان ترک کی ناکامي پر افسوس هے ' اُن کي راے میں جس کي ترجماني مینچستر گارجین نے کی هے " اب یهي بہتر هے که ترکي مقبوضات یورپ کو فرنگیوں کے رحم پر چھوڑ کر ایشیاے کوچک چلي جاے " ترکوں کو اُنھوں نے دوستانه صلاح دي هے که " وہ اپني فوج کو از سر نو مرتب کرکے اس قدر طاقتور اور زبردست بنا لیں که اگر کوئي سلطنت اُن پر حمله کرنے کا قصد بھي کرے تو خود اُس کي هستي معرض خطر میں آ جاے " اُن کو صاف اعتراف هے که " آجکل کي دنیاے سیاست اُسي کے حق میں انصاف کرتي هے جو زبردست هو ' حامي اُسي کي هوتي هے جو طاقت رکھتا هو ' جن کی طرف سے ذرا بھی اندیشه هوا که علی حاله چھوڑ دینے سے قوت پکڑ جاینگے ' پھر اُن کي خیر نہیں " ان اصول موضوعه کي ترتیب و تمهید سے فارغ هونے کے بعد لکھتے هیں :

" سلطنت عثمانیه کو زیاده افواج کی ضرورت نہیں کیونکه اسکو صرف دو سرحدوں کی حفاظت کرني هوگي ' میڈیا سے اینوس تک کي ' اور دامان کوه قاف کے حدود کی " فوج میں غیر مسلمان عنصر کا داخله بھي اُن کے خیال میں ضروري هے -

سیاسي اصلاحات کے ضمن میں اجرا و توسیع ریلوے کي ضرورت پر زیاده زور دیتے هیں که " اناضول (اناطولیه) سے عرب کے ڈانڈي مل جائیں ' سلطان روم قسطنطنیه سے دست بردار هوجائیں ' خلافت کا نشیمن دمشق یا حلب میں قائم هو ' عربوں سے قربت قریبه حاصل رهے " اسکے بعد راے دي هے که :

یہ اصلاحات قدرتی و سیاسی اصول کی بنا پر ہیں ' کیونکہ قسطنطنیہ کے دار الخلافہ رہنے سے یورپ کی توجہ ادہر زاید رہیگی ' علاوہ اسکے قسطنطنیہ کے تمام قدرتی مناظر میں روز بروز کمی بھی آتی جاتی ہے ' موجودہ مجلس مبعوثان عثمانی کو اس بہشت ارضی (قسطنطنیہ) کا چھوڑنا طبعاً گوارا نہوگا ' تاہم جو مدبر جب کبھی اس اہم کام کو انجام دیگا ' وہ ضرور تحسین و آفرین کا مستحق ہوگا " !!

ہفتۂ جنگ

اب یہ بات صاف ہوگئی کہ محمود شوکت پاشا مرحوم کے قاتل انگریزی رعایا کے افراد تھے ' اور سازش دول میں خارجی سیاست کو تعلق تھا - کامل پاشا اس کے علم بردار تھے ' اور پچھلے دنوں ان کی آمد قسطنطنیہ اسی پخت وپز کے متعلق تھی - ارکان سازش نے موجودہ ترکی حکومت کو خاک میں ملا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا - طلعت بے ' ناظل بے ' عاصم بے ' ان سب کے قتل کا تہیہ ہوچکا تھا ' مگر صرف وزیر اعظم کے سر گئی ' اور سب بچ رہے - کامل پاشا کے فرزند اس انقلابی تحریک کے سرغنہ تھے ' جو اپنے بہت سے رفیقوں کے ساتھہ گرفتار ہوے ہیں - ان لوگوں کو امید تھی کہ انقلاب میں وہ بر سر حکومت آجائینگے ' اور ممالک عثمانیہ کا خاطر خواہ تجزیہ کرکے دول فرنگ کی ہمدردی حاصل کرلینگے ' مگر منصوبہ ناکام رہا ' راز افشا ہوگیا ' اور اب باب عالی اس انقلابی پیکر کے قطعی استیصال میں منہمک ہے - ۲۰ سرغنوں کے لیے سزاے موت کا حکم ہوا ہے جن میں ۱۲ - کو میدان بایزید میں پھانسی دے دی گئی - کامل پاشا کے حفید (پوتے) ایک اطالی جہاز میں سوار ہو کر بھاگ گئے - اجانب نے ان کو پناہ دی ہے کہ اب نہ سہی پھر کبھی ان آتش پاروں سے اشتعال شورش میں مدد ملیگی - دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت برطانیہ نے جس معاہدہ کی رو سے بلقانیوں اور عثمانیوں میں صلح کر دی ہے ' لندن ٹائمس نے اس کی تفصیل شائع کر دی - معاہدہ کے اہم دفعات یہ ہیں :

(۱) مسیحی مقبوضات عثمانیہ کے وہ تمام علاقے جو " اینوس " سے " میڈیا " کے خط وسطی کے قرب میں واقع ہیں ' بلقانیوں کو تفویض کر دیے جائینگے - حد بندی کا تصفیہ ایک بین الدولی کمیشن کے ذریعہ سے ہوگا -

(۲) البانیہ کی حد بندی اور حکومت البانیہ کے تمام متعلقات کا فیصلہ یورپین سلطنتیں کرینگی ' ترکی جزائر بحر سفید (بہ استثناے جزیرۂ کریت و جزیرہ نماے کوہ آتھوس) کا مسئلہ بھی دول فرنگ ہی پر واگزار ہوگا -

(۳) جزیرۂ کریت بلقانیوں کو دے دیا جائیگا - دولت عثمانیہ کو جو سیاسی و سلطانی وغیرہ حقوق حاصل ہیں ' وہ ان سب سے دست بردار ہو جائیگی ' اور یہ تمام حقوق بلقانیوں کو مل جائینگے -

(۴) اس جنگ سے جو مالی نقصانات ہوے ہیں ' ان کی تعویض کا سوال وہ بین الدولی کانفرنس حل کریگی ' جو اسی غرض کے لیے عن قریب پیرس میں منعقد ہونے والی ہے - مفتوحات (یا مغصوبات) کی تقسیم بھی اسی کانفرنس کے ذریعہ ہوگی -

(۵) اسیران جنگ ' سیاسی حدود اختیارات ' قومیت اور تجارت کے مسائل بلقانیوں اور عثمانیوں کے باہمی معاہدہ سے طے ہونگے -

اس معاہدہ نے یورپ کے تمام علاقے ' جن میں صرف تھریس کا ایک بہت ذرا سا جزو اور قسطنطنیہ کے مضافات شامل نہیں ہیں ' اسلام سے لے کر نصرانیت کو دلا دیے ' اور اب خلافت اسلامیہ کے لیے وہاں مذہبی حقوق بھی باقی نہیں رہے - ادہر سے تو صفائی ہوگئی ' لیکن اب خود بلقانیوں کی باہمی کدورت سیاسی مطلع کو روز بروز مکدر کرتی جاتی ہے - سرویا و بلغاریا کی کشاکش آویزش کی حد تک پہونچ گئی - سرحدیں فوجوں سے لبریز ہیں - روس کی سعی مصالحت سے کوئی خوش نہیں - اتحاد بلقان کے ہر رکن کو اس سے اختلاف ہے - اسٹریا تک اس کے تحکم سے ناراض ہو رہا ہے - بلغاری متطوعین (والنٹیرز) کے ایک دستے نے سرویا کی باقاعدہ فوج پر حملہ شروع کر دیا - ۱۲ - جون کے حملے میں کچھہ سروی مقتول و مجروح بھی ہوے - روس نے ایک کانفرنس کے ذریعہ مصالحت کرانی چاہی تھی - سرویا نے اس میں شرکت سے انکار کر دیا ' اور تصفیہ مناقشات میں صرف آگ اور تلوار کو حکم بنانے کی خواہش ظاہر کی - ۲۴ جون کو روس کے الحاح و اصرار پر اس کی ثالثی تو منظور کر لی ہے مگر کسے معلوم کہ کل کیا ہوگا ؟ مقدونیہ کے مقام کوہرلی (کوپرللو) میں جو بلغاریہ کی سرحد پر واقع ہے اوس نے ایک لاکھہ چالیس ہزار سپاہ فراہم کر لی ہے ' صوفیا دار الحکومۃ بلغاریا یہاں سے صرف ایک سو میل کے فاصلہ پر ہے ' اس سے بلغاریوں کو خوف ہے کہ سروی فوجیں صوفیا پر حملہ کر دینگی - یونان و بلغار میں بھی کشمکش کی ابتدا ہوگئی ہے - مقدونیہ اس وقت یونانیوں کے قبضہ میں ہے - بلغار کو یونان سے شکایت ہے کہ مقدونیہ میں بلغاری رعایا پر سخت مظالم ہو رہے ہیں - اس نے اپنی فوجیں سرحد مقدونیہ پر جمع کر رکھی ہیں کہ تلوار کے زور سے اس شکایت کا انسداد کر سکے - دوسری جانب یونان کا مطالبہ ہے کہ مقدونیہ کے وہ علاقے جو تاریخی روایات و قومیت کے لحاظ سے یونانی ہیں ' بلغاریوں کے قبضہ سے یونانیوں کو واپس ملنے چاہئیں - خاتمۂ جنگ کے بعد سے بلغاریہ کی روش باب عالی کے ساتھہ ایک گونہ تواضع و تذلل کا پہلو لیے ہے - یونان کو اس کی بھی شکایت ہے کہ یونانی حکومت کی مخالفت کے لیے یہ روش اختیار کی گئی کہ اگر جنگ تک نوبت آئے تو عثمانیوں کی امداد سے یونانیوں کو منہزم کیا جاے - جزائر بحر سفید کے قبضے کا تصفیہ پیرس کانفرنس کے متعلق ہے ' مگر یونان نے ابھی سے ان جزائر کے لیے تگ و دو شروع کر دی ہے ' جس سے ریوٹر ایجنسی کی راے میں جنگ کے خطرات قریب آتے جاتے ہیں - اور اب یہ احتمال اس قدر قریب ہو رہا ہے کہ ملکۂ یونان نے سیاحت جرمنی کا ارادہ ملتوی کر دیا - کیونکہ بلقان میں صورت معاملات کی تبدیلیاں ایسی نہیں ہیں کہ اس حالت میں سیر و سیاحت کے لیے ملک سے باہر جانے کا موقع مل سکے -

پیرس کی بین الدولی کانفرنس کے ابتدائی مراتب طے ہوگئے کانفرنس کے لیے پچاس ممبر منتخب ہوے ہیں ' جن میں عثمانیوں اور بلقانیوں کے علاوہ دول ستہ (برطانیہ ' فرانس ' روس ' جرمنی آسٹریا ' اٹلی) کے ممبر بھی شریک ہیں - کانفرنس میں حسب ذیل مسائل پیش ہونگے :

(۱) ترکی سلطنت کے ذمے قرضہ فرنگستان کا جو بار ہے ' وہ ہر ایک ترکی علاقہ پر منقسم ہے ' اور ہر جگہ کی آمدنی سے ایک خاص مقدار اس قرضے میں دی جاتی ہے - بلقانیوں نے جو علاقے فتح کیے ہیں ' ان سے جس قدر قرضہ کی رقم ادا ہوتی تھی ' اب وہ کس حد تک باقی رہیگی ؟ بلقانی اس کو یکمشت ادا کر دینگے ' یا سود کی سالانہ قسطوں کی صورت میں دیتے رہینگے ؟ دونوں صورتوں میں ترکی تمسک لینے والوں کے لیے کیا ضمانت ہوگی ؟

(۲) بلقانیوں کو کس قدر تاوان جنگ دلا یا جائے -

ترکی تمسکات میں زیادہ حصہ فرانس کا ہے ' جو طبعاً اس باب میں زور دیگا ' لیکن اس وقت تک مجراے سیاست بلقان سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ ترکی قرضے کی جو مقدار بلقانیوں کے ذمے عائد ہوگی ' وہ کم از کم ایک کرور بیس لاکھہ پونڈ ' اور زاید از زاید دو کرور پونڈ ہوگی -

الهلال

۱۹ - رجب ۱۳۳۱ ہجری

الـــداء والـــدواء

یعني

جماعت " حزب الله " کے اغراض و مقاصد

(۱)

یا ایہاالناس ! قد جاءتکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور ، وهدی و رحمة للمومنین - قل بفضل الله و برحمته ، فبذالك ، فلیفرحـوا ، هو خیر مما یجمعون (۱۰ : ٦۰)

زخمہ بر تار رگ جاں می زنم * کس چہ داند تا چہ دستاں می زنم
زخمہ بر تارم پریشاں می رود * کین نوا ہاے پریشاں می زنم
خامہ ہمراز دم گرم منست * آتش از نے در نیستاں می زنم

⁂

باز شوقم در خروش اوردہ ست * باز ہوے ہمچو مستاں می زنم
دی بہ یغما دادہ ام رخت و متاع * امشب آور در شبستاں می زنم
جوے شیر از سنگ راندن ابلہي ست * بہر گوہر تیشہ بر کاں می زنم
گریہ را در دل نشاطے دیگرست * خندہ بر لب ہاے خنداں می زنم
بند ہر خواہش ز دل می بگسلم * نقش ہر صورت بعنواں می زنم
دعوئے ہستي ، ہماں بت بند گیست * کافرم گر لاف ایماں می زنم

⁂

در خراباتم ندیدستي خراب * بادہ پنداري کہ پنہاں می زنم
تو درینجا بینی و ، من خود ہنوز * جام مے در بزم اعیاں می زنم

⁂

مي ستیزم با قضا از دیر باز * خویش را بر تیغ عریاں می زنم
لعب با شمشیر و خنجر می کنم * بوسہ بر سا طور و پیکاں می زنم

در جنوں بیکار نتواں زیستن
آتشم تیزست و داماں می زنم

تمہید (۱)

یہ بار بار کہا گیا ہے کہ عالم اسلامي کے گذشتہ اخري مصائب نے مسلمانوں میں تنبہ و اعتبار کے جیسے غیر معمولي علائم و آثار پیدا کردیے ہیں ، انکا دو سال ادہر وجود نہ تھا -

اس قسم کے آرا ؤ قیاسات ہمیشہ مظنون ، اور مستقبل کے نتائج کے محتاج ہوتے ہیں ، اور انکي صحت و عدم صحت کے دلائل منتوں اور لمحوں کے واقعات و حوادث سے متغیر ہو جاتے

ہیں - وہ قدیر و حکیم ، جو ایک چھوٹے سے بیج کو ایک عظیم الشان نباتاتی ہستي تک پہنچاتا ، اور پھر خود اس سے ہزاروں بیج پیدا کرتا ہے ، صرف اسکے ہاتھہ میں ہے کہ بیداریوں کو استوار ، عبرتوں کو نتیجہ خیز ، اور متحرک نعشوں کو حي و قائم اجسام کی صورت میں بدل دے :

ان الله فالق الحب و النوی ، یخرج الحي

"بیشک خدا ہی ہے جو زمین کے اندر بیج کے دانے کو (جبکہ وہ محض امید

من المیت ، و یخرج	و بیم کی حالت میں ہوتا ہے) پھاڑ کر
المیت من الحی -	(امید و کامیابی کا) ایک قوی و تناور
ذالکم اللہ ، فانی	درخت پیدا کر دیتا ہے - وہی زندگی کو
یؤفکون ؟ (۶ : ۹۵)	موت سے ، اور موت کو زندگی سے نکالتا ہے -

یہی قدرت کی نیرنگیاں دکھلانے والی ذات قدوس ، تمہارا خدا ہے ، پھر تم کدھر بھٹکے جا رہے ہو ، اور کیوں اسکی طرف نہیں جھکتے ؟ "

علائم و آثار

لیکن اسمیں شک نہیں کہ سمندروں کا پانی اڑتا اور پھر ابر کی صورت میں پھیل جاتا ہے - یہ یقینی ہے کہ پانی کے برسنے سے پہلے موسم بدلتا ، اور اپنے آنے سے پہلے ، اپنی علامتوں کو بھیجتا ہے - طوفان کے آنے سے پہلے طوفانی ہوائیں چلتی ہیں ، اور برسات سے پہلے ابر غلیظ کی چادریں آسمان پر پھیلا دی جاتی ہیں :

اللہ الذی یرسل الریاح	" اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے
فتثیر سحابا ، فیبسطہ	اور وہ بادلوں کو اپنی جگہ سے ابھارتی
فی السماء کیف یشاء	ہیں ، پھر خدا جس طرح چاہتا ہے
و یجعلہ کسفا ، فتری	انسے کام لیتا ہے - کبھی بادلوں کو
الودق یخرج من خلالہ ،	آسمان پر پھیلا دیتا ہے ، کبھی انکے
فاذا اصاب بہ من یشاء	ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے ، اور تم کو
من عبادہ اذا ہم	ایسا نظر آتا ہے ، گویا انکے درمیان سے
یستبشرون (۳۰ : ۴۷)	مینہ نکلا چلا آتا ہے !

پھر جب اپنے بندوں میں سے جن پر برسانا چاہتا ہے ، برسا دیتا ہے ، تو وہ (زندگی پا کر) خوشیاں منانے لگتے ہیں ! ! "

یہ علائم فطریہ اور آثار طبیعیہ جو تم کو دنیا میں اپنے سے باہر نظر آتے ہیں ، بعینہ تمہارے اندر بھی موجود ہیں - تم جو اس عالم صورت و جسم کے ذرے ذرے کی پرستش کرتے ہو ، بھول گئے ہو کہ ایک اقلیم قلب و معنی بھی ہے ، اور اس " عالم صغیر " میں جو کچھ ہے ، اسی " عالم کبیر " کا عکس و ظلال ہے :

الم تر الی ربک	کیا تم نے اپنے پروردگار کی اس حکمت
کیف مد الظل ؟	و قدرت کو نہیں دیکھا کہ اس نے کیونکر
(۲۵ : ۴۷)	" ظل " یعنی سائے کو پھیلا دیا ہے ؟

سر روحانیاں داری ولے خود را ندیدستی
بخواب خود درا تا قبلۂ روحانیاں بینی

آفتاب طلوع ہوتا ہے ، اور اپنے سایے کو اپنے ساتھ متحرک کرتے ہوے غروب ہوجاتا ہے (۱) چاند نکلتا ہے ، اور عروج و محاق کی منزلیں طے کرتا ہوا نظر آتا ہے (۲) موسم بدلتے ہیں اور نئی نئی ہوائیں چلتی ہیں - سمندروں میں طوفان اٹھتے ہیں ، اور آسمان پر بجلیاں چمکتی ہیں - جبکہ موسم خشک اور گرم ہوتا ہے تو بارش کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ، اور جب علامتوں کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے تو بارش کا نزول ہوتا ہے - غرضکہ جو دنیا تمہارے سامنے موجود ہے ، وہ طلوع و غروب ، عروج و محاق ، تساقط و تنزع ، تضارب و تصادم ، تخاذل و تسابق ، تسفل و ترقی ، تبدل و تجدد ، اور ایاب و ذہاب کا ایک یکسر مرقع ہے ، جسکے مناظر متلوّن ، اور جسکے مناظر و امثال متحرک ہیں -

بعینہ یہی حال اس دنیا کا بھی ہے جو تمہارے سامنے نہیں ، مگر تم میں موجود ہے - وہاں بھی طلوع و غروب ہوتا ہے ، اور جبکہ تاریکی چھا جاتی ہے تو آفتاب دریچۂ ظلمت سے اپنا سر نکالتا ہے - وہاں بھی موسم بدلتے ہیں ، اور ہوائیں متغیر ہوتی ہیں - بہار عیش حیات کا پیغام لاتی ہے ، اور خزاں افسردگی و ہلاکت کے ساتھ ظہور کرتی ہے - وہاں بھی سمندروں میں طوفان اٹھتے ہیں ، اور زمینوں پر موسم کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں - جب موسم بدلتا ہے ، تو یہاں کے آسمان کے طرح ، وہاں کا آسمان بھی بدلجاتا ہے - اور جب پانی برسنے کیلیے آتا ہے ، تو پہلے ابر کے محیط ٹکڑوں اور سرد ہواؤں کے مرطوب جھونکوں کو بھیجدیتا ہے - قحط اور خشک سالی اس سرزمین کی سب سے بڑی مصیبت سمجھی جاتی ہے ، لیکن وہاں بھی اس سے بڑھکر اور کوئی مصیبت نہیں - جب آسمان اپنی دریا دلی کا اور زمین اپنی بخشش کا دروازہ بند کر دیتی ہے ، تو دریا اتر جاتے ہیں ، اور سیر حاصل زمین خشک ہوکر چٹیل میدان بن جاتی ہے - پھر موت اور بربادی دنیا پر چھا جاتی ہے ، اور انسان اپنی غذا سے محروم ہوجاتا ہے -

یہی حال وہاں کا بھی ہے - البتہ فرق صرف اتنا ہے کہ یہاں کی خشک سالی جسم کو غذا سے محروم کردیتی ہے ، اور وہاں کا قحط قلب و روح کیلیے پیغام ہلاکت ہوتا ہے - پس یہاں جسم کیلیے موت ہے ، جسکے بعد بھی زندگی باقی رہتی ہے ، اور وہاں دل کیلیے ہلاکت ہے ، جسکی ہلاکت کے بعد زندگی کا کوئی سامان نہیں !

والقلب تحمل ما لا یحمل البدن !

جسم و جان ، رنگ و بو ، لفظ و معنی ، صورت و حقیقت ، یہی دو مختلف دنیائیں اور موجود و مشہود کی دو اقلیمیں ، ہیں جنکو لسان الہی " عالم آفاق و انفس " سے تعبیر کرتا ہے :

سنریہم ایاتنا فی الآفاق	ہم اپنی نشانیاں عالم کائنات کے مختلف
و فی انفسہم حتی	اطراف و جوانب میں بھی دکھلائیں گے
یتبین لہم انہ الحق	اور انکے نفس کے اندر بھی ، یہاں تک کہ ان
(۴۱ : ۵۲)	پر ظاہر ہوجاے کا کہ بیشک وہی حق ہے -

اور یہی وہ عالم معنوی ہے ، جسکے اثار و علائم ، اور آیات و اسرار پر قرآن کریم توجہ دلاتا ہے ، اور جس سے اولاد آدم کی غفلت و اعراض پر وہ ہر جگہ متاسف ہے کہ :

وفی انفسکم افلا تبصرون ؟	اور کیا جو کچھ تمہارے نفس کے
(۵۱ : ۲۱)	اندر موجود ہے ، اسے تم نہیں دیکھتے ؟

ما بعد اثار و عقب علائم

پس گو آثار و علائم ہمیشہ مظنون ، اور مستقبل کا چہرہ ہمیشہ تاریکی میں ملفوف ہوتا ہے ، تاہم علامتوں کے ظہور میں شک

---

(۱) " غروب ہو جاتا ہے " اس اعتبار سے کہ ایسا نظر آتا ہے - یہ تمام باتیں ہماری ادبیات میں داخل ہوگئی ہیں - آسمان کو ساکن ہو اور زمین گردش میں ، لیکن ہم شکایت آسمان ہی کی گردش کی کرینگے کہ کرتے آئے ہیں - [منہ]

[نوٹ صفحہ ۵ کا]

(۱) فطرۃ انسانی مجاہد بصدد واقع ہوئی ہے - خلق الانسان من عجل - اسلیے ممکن ہے کہ بعض حضرات کو جو اغراض و مقاصد کی تشریح کیلیے ایک مبارک اضطراب اپنے اندر رکھتے ہیں ، یہ تمہید ناگوار گذرے ، کہ سنی سنائی باتوں کے اعادے سے کیا فائدہ ؟ لیکن جہاں انہوں نے اتنے عرصے تک صبر کیا ہے ، وہاں چند دنوں کا اور انتظار گوارا فرمالیں تو بہتر ہے - ہر کام ترتیب طبعی سے انجام پاتا ہے - اغراض و مقاصد سے پہلے ان تمام امور پر نظر ڈال لینا ضروری ہے ، جنکے بہ یک وقت پیش نظر ہوے بغیر ، مقصود اصلی سمجھہ میں آ نہیں سکتا - اوکوں کے بے شمار خطوط و استفسارات اس تمہیدی امور کی نسبت آچکے ہیں ، اور اسکے سوا چارہ نہیں کہ تمہید ہی میں اپنے خیالات صاف صاف عرض کردوں اسی چلکر یہ تمہید ہی تشریح مقاصد کا کام دیگی ، اور اسمیں صرف چند مضمون کی دیر ہے -

(۲) ایام محاق سے مراد اصطلاح نجوم میں مہینے کی وہ آخری راتیں ہیں جب چاند امٹنے لگتا ہے ، یعنے نصف آخری (منہ)

نہیں ! یہ ضرور ہے کہ موسم بدل رہا ہے ' اور انکہیں ابر کی پہیلی ہوئی چادروں کو ' اور جسم ٹہنڈی ہواؤں کو محسوس کر رہے ہیں - پس پانی کا برسنا ضروری ہے ' اور گرمی جس قدر تیزی کے ساتھہ ظاہر ہوتی ہے ' اتنا ہی بارش کے نزول کو متیقن بھی کر دیتی ہے -

دلوں کی اقلیم میں ایک شورش بپا ہے - اسکے سمندر تہہ و بالا ہو رہے ہیں - موجوں اور طوفانوں کا زور ہے - آسمان کی رنگت پہلے سرخ تھی ' مگر اب سیاہ اور تاریک ہوگئی ہے - اور بجلی پہلے چمکتی تھی ' پر اب گرج گرج کر زمین پر گرنا چاہتی ہے - فضاء آسمان ایک معرکۂ دار و گیر ' اور ایک محشر رستخیز بنگئی ہے - اور کائنات کی ہر شے ابھرنے اور اچھلنے کیلیے بیقرار ہے - اگر کوئی فوج نہیں آ رہی ' تو یہ گرد و غبار کیوں ہے ؟ اگر آگ نہیں جل رہی ' تو یہ دھواں کہانسے اٹھہ رہا ہے ؟ اور اگر کچھہ ہونے والا نہیں ہے ' تو یہ ہونے کی علامتیں کیوں ظاہر ہو رہی ہیں ؟ ان فی ذلک لذکری ' لمن کان لہ قلب ' او القی السمع وھو شہید -

دہقان آسمان کو دیکھکر سمجھہ لیتا ہے کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور کشتی بان طوفان کے آنے سے پہلے کشتی کو کنارے تک پہنچا دیتا ہے - پس ضرور ہے کہ دلوں کی شورش و اضطراب بے معنی نہو ' اور اس اقلیم کے حوادث و تغیرات کے اشارات گویا سمجھے جائیں -

عالم اسلامی آج ایک آخری انقلاب کے کنارے پر ہے ' اور تبدیلیوں اور انقلابوں کی وہ تمام علامتیں اسکے چپے چپے میں موجود ہیں ' جو دنیا کے گذشتہ سخت سے سخت انقلابات کی تکمیل سے پہلے ہمیشہ ظاہر ہوا کی ہیں - وہ انقلابات عظیمہ ' جنھوں نے دنیا اور دنیا کے مناظر کو یکسر پلٹ دیا - وہ تغیرات مدہشہ ' جنھوں نے قوموں اور ملکوں کی تاریخ یک قلم الٹ دی - وہ ' جنھوں نے زمین کے جغرافیے اور اسکی خشکی اور تری کے حدود میں تبدیلیاں کردیں - وہ ' جنھوں نے انسانی نسلوں کے عمران و تمدن اور انکے عوائد و خصائل کی عمارتوں کو ڈھاکر پھر ازسر نو تعمیر کردیا ' اور وہ ' جو اسلیے ظاہر ہوتے ہیں تاکہ حیات و ممات امم کے قانون الہی کے مطابق ' زمین اور زمین کے بسنے والوں کو ازسرتا پا بدل دیں - ٹھیک ٹھیک ایسے ہی مظاہر و اثار کو اپنے آگے اور یمین و یسار رکھتے تھے ' جیسے کہ آج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں - یہ دنیا میں ہمیشہ ہوچکا ہے ' اور ایسا ہونا انقلابات امم و ملل کے ایک دائمی قانون کے ماتحت ہے : وما تسبق من امة اجلها وما یستاخرون (١٥ :) (١)

تہیۂ سفر

منجملہ علائم و اثار مخصوصہ کے ایک علامت یہ بھی ہے کہ رفتہ پر ماتم اور ایندہ کی حسرت کی جگہ اب بہت سے دماغ ہیں ' جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں ' اور محض ماتم و فریاد پر قانع نہیں -

یہ احساس عام ہے اور عالم اسلامی کے دیگر اکناف و اطراف سے قطع نظر ' خود ہندوستان میں بھی با وجود استیلاء یاس و قنوط موجود ہے - اور اگر صحیح وسائل اختیار کرلے ' تو فی الحقیقت انقلاب حالت کا اسے پہلا بیج سمجھنا چاہیے -

کل کی فکر آج ہر شخص کے سامنے ہے - فکر مستقبل اب صرف خاص دماغوں ہی کا حصہ نہیں رہا ' بلکہ اخبارات کے دفاتر کی طرح کسی دیہات کی ایک چکی پیسنے والی عورت بھی سمجھنے لگی ہے - کل تک مصائب کے ورود کا خوف تھا ' اسلیے صرف ذہن و دماغ ہی انکو محسوس کرسکتے تھے ' مگر آج جبکہ وہ ظاہر ہوچکے ہیں اور بقید ظہور سامنے ہے ' تو انکے سمجھنے کیلیے دماغ کی نہیں بلکہ دیکھنے کے لیے آنکھوں کی ضرورت ہے - اور دماغ کم ہوں مگر آنکھوں کی کمی نہیں -

کچھہ تو مایوس ہیں اور کچھہ متلاشی ' مگر انتظار دونوں کو ہے - پہلوں کو اگر راہ دکھلادی جاے تو چلنے سے انکار نہیں ' گو ابھی انکے قدم ساکن ہیں - اور دوسرے فکر و جستجو میں حیران ہیں کہ کس طرف کا رخ کریں ' اور منزل گو معلوم ہے مگر راہ باز نہیں !

بیداری کے بعد غفلت

ھو یقا ں وہ د ہر کر د لد کم   فو یل لھـم لم و یل لھـم !

مگر جیسا کہ میں مختصراً اشارہ کر چکا ہوں ' آج کسی قدر تفصیل کے ساتھہ کہنا چاہتا ہوں کہ غفلت کے معنی صرف بستر ہی پر سونے کے نہیں ہیں بلکہ سونے کے ہیں ' اور جو مسافر بستر غفلت سے اٹھکر راہ میں سوجائے ' وہ گو بستر سے اٹھہ چکا ہے ' لیکن نیند سے بیدار نہیں ہوا -

سفر کا تہیہ ہی مطلوب نہیں ہے ' بلکہ صحیح راہ سفر کا معلوم کرنا اور پھر اسپر چلنا ' دونوں باتیں شرط کار ہیں - کیا فائدہ اس سے کہ آپنے بستر کے آرام اور خواب نوشیں کی راحتوں کو خیر باد کہا ' جبکہ نیند میں ضائع ہونے والی زندگی ' بستر کی جگہ ' راہ کی گم کردگی اور ضلالت پیمائی میں ضائع ہو رہی ہے !

آج اس بارے میں بلند ترین حد نظر ' اور فکر و جستجو کا آخرین سدرۃ المنتہی جو لوگوں کے سامنے ہے ' وہ اسکے سوا کچھہ نہیں ہے کہ حفظ اسلام و مقامات مقدسۂ اسلامیہ کے نام سے ایک وسیع اور عظیم الشان فنڈ جمع کیا جاے ' اور ہر مسلمان بقدر استطاعت اسمیں حصہ لے - نیز وہ عہد کرے کہ کعبۂ معظمہ کی حفاظت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیگا -

اسمیں کوئی شک نہیں کہ زمین کی وراثت اور تاج و تخت حکومت میں سے جو کچھہ ہمارے پاس باقی رہا تھا ' وہ ہماری غفلتوں اور نادانیوں کی نذر ہوگیا - جو باقی ہے ہر آن و ہر لمحہ خطرے میں ہے ' اور اگر کوئی متاع آخری رہگئی ہے تو وہ صرف اسلام کا مبدء اولی اور دعوت الہی کا اولین سرچشمہ ہے - جہاں " فاران " کی چوٹیاں ہیں ' جسپر " سعیر " کے بعد خداوند خداے سینا نے کتاب شریعت اور شمشیر عدل کے ساتھہ ظہور کیا - جہاں وہ محترم و قدوس " غار " ہے ' جسکی تاریکی میں " داعی الی اللہ و سراج منیر " کی روشنی سب سے پہلے نمودار ہوئی ' اور جو دعوت اسلامی اور ملۃ حنیفہ کے اس اولین داعی کی یادگار ہے ' جس نے اپنے نفس و جاں کی قربانیوں کا اسوۂ حسنہ دکھلا کر ' حقیقت اسلامیہ کی پہلی بنیاد رکھی تھی :

ان اول بیت وضع	" وہ عبادت الہی کا پہلا گھر ' جو انسانوں
للناس للذی ببکۃ	کی عبادت گذاری کیلیے بنایا گیا '
مبارکا وھدی للعالمین-	یہی تھا ' جو شہر مکہ کی سرزمین میں
فیہ ایات بینات	فیضان و برکت الہی کا مرکز اور عالم
مقام ابراھیم ' ومن	و عالمیاں کیلیے سرچشمۂ ہدایت ہے -
دخلہ کان امنا -	اسمیں حکمت الہیہ کی بہت سی
(٣ : ٩١)	کھلی کھلی نشانیاں ہیں - اور انہی

نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی اسلام کے اولین داعی حضرت ابراهیم کا " مقام " مقدس ہے - جو شخص اس بیت الہی

(١) اور کوئی امت نہ اپنے مقررہ وقت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے - (منہ)

کي برکتوں میں داخل ہو گیا ' اسکے لیے پھر ہمیشہ کیلیے امن و امان ہے "

پس ضرور ہے کہ ہر مسلم ہستي اسکي خدمت گذاري کي راہ میں اپنے تئیں قربان کردینے کا حلف اٹھائے ' اور یہ بھي ضروري ہے کہ ائندہ کیلیے پوري سعي و مجاہدت کے ساتھہ ایک عظیم الشان اسلامي خزینہ فراہم کیا جاے ' جو ہر موقعہ پر ہمارے لیے وسیلۂ کار اور ذریعۂ رفع احتیاجات ہو ' اور اسکے لیے بہتر سے بہتر اشخاص اپنا وقت بے دریغ صرف کریں -

یہ سب کچھہ سچ ہے - اس سے کسي طرح انکار نہیں ' لیکن سوال یہ ہے کہ جو ضرورت ہمارے سامنے ہے ' جس منزل کی تلاش و جستجو ہے ' جس مقصود کے کھوج میں قدم اٹھے ہیں ' اور جس لیلي کے فراق میں مجنون صفتان عشق کي یہ کچھہ بیقراریاں ہیں ' کیا اسکے لیے صرف اتنا ہی کافي ہے ؟ کیا صرف ایک عہد کا لے لینا ' اور ایک بہت بڑے فنڈ کا قائم کر لینا ہي ہماري کوششوں کا اصل مقصود ' اور ہمارے امراض کا علاج وحید ہے ؟

جو سوال ان کاموں کے شروع کرنے کا سبب تھا ' مشکل یہ ہے کہ اختیار کرنے کے بعد بھي وہي سوال سامنے آجاتا ہے :

گشت راز دگر آن راز کہ افشا می کرد

مدتوں مجھکو صرف مشغول آہ و بکا رہنے کا الزام دیا گیا - کئي ماہ سے لوگ معترض ہیں کہ صدا اٹھہ رہي ہے مگر مدعا کا پتہ نہیں - اسکے اسباب سے تفصیلي بحث کبھي نہ کبھی ہورہیگي ' اور غالباً مضمون کے آخر میں کروں ' مگر یہاں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ یہ خاموشي بے وجہ نہ تھي - یاران راہ نے منزل مقصود کي جستجو کو جتنا آسان سمجھہ رکھا ہے ' شاید اسقدر آسان نہیں ہے :

بیا کہ مسئلۂ عشق ازاں دقیق تراست
کہ حل شود شرف از فہم باطل ہمہ کس

لوگ سفر کا اعلان کردینے میں بہت جلد باز ہیں مگر بہتر ہو اگر یہ جلدي قدموں کي جگہ دماغوں کو سوچنے میں نصیب ہو -

روپیہ کا جمع کرنا ایک نہایت اہم کام ہے ' اور خدمت کعبہ تو ہر مسلمان کا شعار ملي ہے - پانچ وقت جس تجلي گاہ معبود حقیقي کي طرف روز ہمارا منہ ہوتا ہے ' دن میں ایک مرتبہ بھي کیا اسکي طرف ہمارا دل نہوگا ؟ اس ولولے کي آگ جسقدر ممکن ہو بھڑکا لیے ' اور اگر کچھہ بھڑکي ہے تو دامن سے ہوا دیجیے - لیکن کہنا صرف یہ ہے کہ اسکے بعد مشکل حل نہیں ہو جاتي ' اور عقدہ کار کي گرہ بدستور باقي رہتي ہے - پھر کہتا ہوں کہ یہ سب شاخیں ضرور ہیں ' سوال یہ ہے کہ جڑ کہاں ہے ؟ باغ بسانے کي تدبیر یہ نہیں ہے کہ درختوں کی شاخوں پر پچکاري سے پاني دیجیے - پہلي بات یہ ہے کہ جڑ کو تر و تازہ کیجیے - آپکو یہ معلوم نہیں تو ممکن ہے کہ دوسرونکو معلوم ہو -

تو گل از باغ مي خواہی من از گل باغ می جویم
من از آتش دخان بینم تو آتش از دخان بینی

فسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (۱۶ : ۳۵)

پھر اگر تمھیں معلوم نہیں تو صاحبان فکر و ذکر سے دریافت کرو ؟

صرف روپیے پر زور دینا

ایک خطرناک غلطي ہے

یقیناً حالات نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ " ضروریات ملی " کی غرض سے ایک وسیع " خزینۂ ملی " (نیشنل فنڈ) کا ہمیشہ مہیا رکھنا کس درجہ ضروري ہے ؟ پس ضرور ہے کہ اسکا سامان کیا جاے - لیکن صرف کسي ایسي انجمن کا قائم کرلینا ' اُن آنے والے مصائب کو کیونکر دور کرسکے گا ' جو چاروں طرف سے ہم پر امڈنے والے ہیں ؟ کیا ملکوں اور قوموں کا انقلاب ایک ایسا معاملہ ہے ' جسکو ایک دو کرور روپیہ بطور رشوت دیکر ہم اپنے حسب مرضی طے کرالیں گے ؟ کیا کرایے کی فوجیں ' اور کرایے کا جوش لندن اور برلن میں ملتا ہے کہ جب کبھی کوئي فوج بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوگی تو ہم تار کے ذریعہ اُجرت طے کرکے فوراً اُنہیں میدان کی طرف روانہ کردیں گے ؟ کیا ہماري تمام بربادیاں اور نامرادیاں صرف اسلیے تھیں کہ ہم نے ہمیشہ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھا ' اور یورپ نے صرف افلاس کا الزام رکھکر ہم سے سلانیک اور ایڈریانوپل لے لیا ؟

فرض کیجیے کہ کل کو فرانس نے شام پر علانیہ قبضہ کرلینا چاہا ' اور اسکي خبر روٹر نے ہمیں پہنچادي - اس وقت ہمارے پاس ایک نہایت طاقتور انجمن ہوئي جسکے خزانے میں دو سال کا چندہ چودہ کرور روپیہ موجود ہوا - پھر با ایں ہمہ دولت فراواں ' ہم کیا کرینگے ؟ ایم - پوائنکرے کو تار دیں گے کہ ہم سے ۱۴ - کرور روپیہ لیکر شام کے قبضے کا ارادہ ترک کردو ؟ یا سر ایڈ ورڈ گرے سے درخواست کرینگے کہ ہم سے ۱۴ - کرور روپیہ لیکر اپنے اتحاد ثلاثہ کے مقاصد اور فیصلۂ مسئلہ مشرقي کو واپس کرلیجیے ' اور کرایے کي ایک عظیم الشان اور قاہر و باسل فوج از راہ رعایا پروري ساحل بیروت پر اتار دیجیے ؟

فمالكم كيف تحكمون ؟

ممکن ہے کہ بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا ایسا خیال ہو :

وللناس فيما يعتقدون مذاهب

لیکن :

فاش مي گویم و از گفتۂ خود دل شادم
بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اگر مثال کیلیے فرض ہي کرنا ہے تو زیادہ بہتر مثال کیوں نہ فرض کي جاے ؟ فرض کیجیے کہ کل کو انگلستان نے مسئلۂ عراق کا قطعي فیصلہ ضروري سمجھا ' اور اسپر قبضے کا اعلان کردیا تو پھر اس وقت ہمارا یہ عظیم الشان فنڈ کیا خدمت انجام دیگا ؟ عزیزان من ! ملکوں اور زمین کے ٹکڑوں کا نیلام نہیں ہے کہ آپ بھي زیادہ سے زیادہ بولي دینے کیلیے اپنی جیب کو مستعد رکھیں - یہ تو قوتوں کا مقابلہ اور طاقتوں کی نبرد آزمائي ہے - صرف آپکي جیب بھاري ہوگئي تو اس سے کیا ہوتا ہے ' جبکہ دل ہی خالي ہے !

معمورۂ دلے اگرت ہست باز گوئے
کین جا سخن بہ ملک فریدوں نمی رود

اس وقت کے مستعد جوش و خروش اور طاقتور حسیات اسلامیہ کو محض روپیے کے جمع کر دینے ہی میں خرچ کر ڈالنا ' اپنے ہاتھوں اپنی آخري فرصت کو کھونا ہے - روپیہ کي ضرورت اور قوت سے انکار نہیں ' لیکن خدا را اتني پرستش تو نہ کیجیے کہ قوم کي ساري قوتیں صرف اسي میں ضائع ہوجائیں ؟

ہمارے سامنے آج ہمارا زوال ہے ' ہم بربادیوں کے کنارے پر کھڑے ہیں ' اور اپني تجہیز و تکفین کا سامان اپني آنکھوں سے دیکھہ رہے ہیں - ہمارے پاس اب اتني مہلت نہیں ہے کہ بار بار نسخے آزمائیں ' اور بہت سے طبیبوں سے رجوع کریں - ہم کو اس وقت صرف ایک ہی نسخے کی ضرورت ہے ' اور صرف ایک ہي طبیب کي - ہمارے امراض یقیناً بے شمار ہیں ' اور فرصت ہوتي تو ایک ایک کا علاج کرتے ' مگر اب تو ایسے نسخے کی تلاش ہي پر انحصار زندگي اور امید صحت ہے ' جو ایک ہو ' مگر اپنے اندر ہمارے تمام بے شمار امراض کا علاج رکھتا ہو -

پھر اگر ہم نے محض خدمت حرمین کا عہد کرلیا اور ایک رقم ماہوار یا سالانہ اسکے لیے نکالدی ' توگو یہ بہت اچھا کیا ' اور کئی حیثیتوں سے مفید ہوگا ' لیکن کیا اس سے ہمارے تمام اُن امراض کا علاج ہوجاے گا ' جنہوں نے صدیوں سے ہمارے جسم کو کھلا رکھا ہے ' اور اب یہ حالت ہو گئی ہے کہ :

کین خستہ اگر دیر زید ' شام بمیرد !

کہا جاتا ہے کہ اسلامی حکومتوں کا خاتمہ ' اور ترکی کا بدرجۂ قصوی انحطاط ایک ایسا واقعہ ہے ' جس نے حرمین شریفین کی حفاظت کو خطرے میں ڈالدیا ہے ' پس اب صرف اسلیے اُٹھہ کہڑے ہونا چاہیے - اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جاے کہ ہمارے لیے صرف یہی ایک کام علاج اصلی ہے ' تو سوال یہ ہے کہ اس مقصد کو بھی کیونکر حاصل کرینگے ؟ ہمارے پاس دو ہی چیزیں ہونگی - یا ممبروں کا عہد یا انجمن کے خزانے کا روپیہ ' عہد و قرار توپ و تفنگ کا کام دے نہیں سکتا ' اور روپیہ لیکر حملہ آور واپس نہیں ہو سکتے - پھر :

چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما ؟

فرض کیجیے کہ اگر تمام مسلمانان ہند نے حرمین شریفین کی جگہ آج ایڈریا نوپل کی (مسجد سلیم) کی حفاظت و خدمت کا عہد کرلیا ہوتا ' اور اس نام سے ایک فنڈ بھی انکے پاس مہیا ہوتا ' تو کیا ایڈریا نوپل کو وہ بچالیتے ؟

ایام جنگ میں ہم نے جو کچھہ مالی مدد دی ' وہ نتائج کی محتاج نہ تھی - کیونکہ وہ جنگ ' اور اسلام و صلیب کے مقابلے کا وقت تھا ' اور بغیر فکر نتائج و عواقب ' ہمارا فرض دینی و جہادی یہ تھا کہ جو کچھہ بن پڑے ' اس سے دریغ نہ کریں - آج بھی جبکہ مہاجرین کے مصائب کے حالات ہمارے سامنے ہیں ' ہمارا فرض دینی ہے کہ انکی اعانت کریں - اور یہ اعانت کچھہ اس بنا پر نہیں ہے کہ اس سے مصائب اسلامی کا خاتمہ ہو جاے گا -

لیکن جبکہ ہم آئندہ کیلیے انتظام کرنا چاہتے ہیں ' جبکہ مسلمانان عالم کا مستقبل ہمارے سامنے ہوتا ہے ' اور جبکہ آیندہ کی حفاظت کے نام سے ہم قوم کو دعوت دیتے ہیں ' تو ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہر قدم پر نتائج و عواقب امور کا لحاظ رکھا جاے ' اور اس وسیلۂ فوز و فلاح کی جستجو کریں ' جسکے حاصل ہو جانے کے بعد آیندہ کیلیے اِن مصائب کے نزول و ہجوم کا قطعی سد باب ہو جاے -

کعبہ کی خصوصیت

حاجی برہ کعبہ رواں کیں راہ دین ست

خوش می رود ' اما رہ مقصود نہ اینست

پھر صرف " خدمت کعبہ " کی خصوصیت سے بھی میں متفق نہیں ہو سکتا - یہ سچ ہے کہ آج بڑی ضرورت مسلمانوں میں تنظیمات عمل (آرگنا ئزیشن) کی ہے ' اور مسلمان کعبے ہی کی حفاظت کیلیے اسلامی ممالک کی بقا کے بھی خواہشمند ہو سکتے ہیں ' مگر ضروری ہے کہ اسی وقت اسکی تشریح بھی کردی جاے - نہو کہ ہمتیں پست ہوجائیں ' اور تمام موجودہ قوتیں اسی دائرے میں سمٹ آئیں کہ " صرف حدود کعبہ و مدینہ کی حفاظت ہی ہمارا فرض ہے اور بس " -

جو کچھہ کہہ رہا ہوں ' بہتر تھا کہ آپ اُسے سمجھتے - میں بغیر کسی اندیشہ و تامل کے اپنے عقیدے کا اعلان کردینا چاہتا ہوں ' اور حیات ملت کا یہ ایک اساس قویم ہے ' جس سے اگر آج غلطی کی گئی تو عجب نہیں کہ اس دور مصائب و نا امیدی میں بے ہمت دلوں کیلیے کوئی سہارا باقی نہ رہے -

بقیۂ شذرات

أفلا تتقون ؟ مصر کی مجلس ہلال احمر نے محمد بک کو مسلمانان ادرنہ (ایڈریا نوپل) کی موجودہ حالت کا اندازہ کرنے کے لیے بھیجا تھا - اُن کا بیان ہے کہ ادرنہ میں چالیس ہزار مسلمان اس وقت ایسے درد انگیز حالوں میں ہیں کہ تن ڈھانکنے کو کپڑا ' اور سد رمق کو دن رات میں ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں - چار ہزار مسلمان زخمی پڑے ہیں ' اور ٢٦ - ہزار قیدی ہیں - مناستر میں ١٥ - ہزار ' سلانیک میں اس سے بھی زیادہ - اور تمام مقدونیہ کے ستم رسیدہ و بے خان ومان اسلامی آبادی کا شمار تو ایک لاکھہ سے بھی زاید ہے - یہ وہ بے سر و سامان لوگ ہیں ' جن میں اتنی بھی سکت نہیں رہی کہ ظالموں کے دست ستم سے چھوٹ کر قسطنطنیہ تک اپنے آپ کو پہونچا سکیں اور وہاں اُن کے لیے کوئی انتظام ہو -

اس حالت میں اگر کوئی درد رسیدہ و دردمند دل ان بلا کشان صلیب کی اعانت کے لیے کوئی تدبیر سوچتا ہے اور اُس کے مطابق کام کا آغاز کردیتا ہے ' تو اُس پر تعریضیں ہوتی ہیں کہ ترک خود اپنے بھائیوں کی امداد سے مقصر ہیں تو ہم کیوں یہ بلا اپنے سر لیں ؟ :

و اذا قیل لهم : انفقوا مما رزقكم الله ' قال الذين كفروا للذين امنوا انطعم من لو يشاء الله اطعمه ؟ ان انتم الا فی ضلال مبین (٣٦ : ٣٨)

جب اُن سے کہا گیا کہ " خدا کی دی ہوئی روزی سے خرچ کرو " تو منکروں نے ایمانداروں کو جواب دیا : " کیا ہم ایسے کو کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو آپ کھلا دیتا ؟ تم لوگ تو صریح گمراہی میں پھنسے ہو جو ایسا کہتے ہو "

فرنگی سلطنتیں خوش ہیں کہ واے بر ریشے کہ آن را از نمک مرہم کنند

باب عالی نے ایشیاے کوچک کے متعلق نظم و نسق میں اصلاحیں منظور کرلی ہیں ' جن کا اہم پہلو یہ ہے کہ یہ پورا ملک چھہ صوبوں پر تقسیم کیا جائیگا - ہر صوبہ کا انتظام چھہ ممبر اور ایک گورنر کے متعلق ہوگا جو سب کے سب گورنمنٹ کے ملازم سمجھے جائینگے ' اور جن میں ایک ثلث فرنگی ہونگے - اس کمیشن کے ذمے چار مختلف شعبوں کی نگرانی ہوگی - (١) عدالت - (٢) تعلیم - (٣) پولیس - (٤) رفاہ عام - جند ارمہ (جنگی پولیس) ہر صوبہ کے لیے علحدہ علحدہ ہوگی ' جس کے سرکاری (کمیشنڈ) و غیر سرکاری (نان کمیشنڈ) افسر فرنگی ہوا کرینگے - فرانسیسوں نے پچھلے تین سالوں میں معاملات اتنا طول کو ایک طرح اپنے ہات میں لے لیا ہے - گورنمنٹ کا کوئی ایسا محکمہ نہیں ہے جس میں ایک نہ ایک فرانسیسی کارفرما یا کارکن نہو - اس مداخلت کے سرخیل جنرل بومن ہیں ' جن کی حسن خدمت کے ترک بھی معترف ہیں - وہ ترکی گورنمنٹ کے فرائض ملازمت بھی ادا کرتے ہیں ' اور در پردہ فرانس کا نفوذ و رسوخ بھی بڑھاتے رہتے ہیں - اس تمہید مداخلت کی بنا پر انگلستان نے تسلیم کرلیا ہے کہ فرانسیسی افسروں کے علاوہ اور جتنے افسر ہونگے ' سب انگریز ہونگے ' یعنی اتحاد برطانیہ و فرانس ' جو مصر و مراکش کے متعلق پہلے سے قایم ہے ' اب مشرق صغیر بھی اُسی سلسلہ میں منسلک ہو جائیگا ! !

مرہم از لبہاش می جویند ہر جان فگار

واے بر ریشے کہ آن را از نمک مرہم کنند !

مذاکرۂ علمیہ

مفـــردات جـــذبات

علـــم النفس کا ایک باب

حـظ و کـرب

اثر : مسٹر عبد الماجد - بي - اے - (لکھنؤ)

(۲)

چند اهـــم تفریعات

گذشته نمبر میں احساس کي بابت اصولي نظریه کا بیان تھا * صفحات ذیل میں اس مسئله کي چند اهم تفریعات درج کي جاتي هیں :

(۱) دنیا کی کوئي لذت ' درد و اذیت کی آمیزش سے پاک نہیں هوتي ' بلکه هر انبساط کے اندر انقباض کا شایبه لازمي طور پر شامل رهتا ہے -

یه هم ابھي اوپر کہه چکے هیں که حظ نام ہے اعصاب کے ایک محدود و متعین عمل کا ' اور چونکه هر عمل سے اعصاب میں کسي نه کسي قدر تکان پیدا هونا ضروري ہے ' اسلیے کوئي حظ ایسا نہیں هوسکتا ' جسکے متعاقب کرب نه واقع هو - جس طرح هر کون کے لیے فساد اور هر محنت کے لیے خستگي لازمی ہے ' اسي طرح ضروري ہے که هر حرکت عصبي کے بعد ایک کسل و تکان پیدا هو' اور اسی کا نام انقباض ' کرب ' اذیت ہے -

---

* گذشته نمبر کي آخري سطور میں قوت ارادي اور احساسات کے تعلق پر بحث کرتے هوے ظاهر کیا گیا ہے که انسان کے تمام افعال ارادیه حس لذت و الم کے تابع هوتے هیں - اسکے متعلق ایک ضروري فٹ نوٹ شائع هونے سے رهگیا تھا جو درج ذیل ہے :

بعض موجوده علماء نفس کو اس کلیه کي همه گیري سے انکار ہے ' اور تعجب ہے که پروفیسر جیمس جیسا دقیق النظر عالم نفس بھي انکا هم زبان ہے - یه تسلیم کرنے کے بعد که افعال انساني کا ایک بڑا حصه اسي کلیه کي ماتحتي میں انجام پاتا ہے ' جیمس ایک خطیبانه انداز میں کہتا ہے :

" کون شخص هنسنے کي لذت کے لیے هنستا ' اور غضب ناک هونے کے استلذاذ سے غضبناک هوتا ہے ؟ کون شخص تلا چھپنے کي تکلیف رفع کرنے کي غرض سے چھپتا ہے ؟ کون شخص غم و غصه اور خوف کی حالت میں حصول لذت کے امید الم و ایذا حرکات کا مرتکب هوتا ہے ؟ " (پرنسپلز آف سائکلوجي جلد ۲ - ۵۵۰)

لیکن عرض یه ہے که یه حرکات ' اور نیز افعال عادیه همارے ارادے کي ماتحتي میں کب هوتے هیں ؟ یه تو افعال اضطراري هیں ' جو بلا قصد هم سے اور خود سرزد هوجاتے هیں - حالانکه احساس حظ و کرب کا دائرۂ عمل به حیثیت محرکات افعال ارادي تک محدود ہے - یه بھي قابل لحاظ ہے که محرکات اعمال صرف موجوده احساسات هي نہیں هوتے ' بلکه احساسات کے تصورات بھي هوتے هیں - (مدیر)

---

(۲) کوئي حیات انساني ' آلام و تکالیف سے قطعاً پاک نہیں رہ سکتی -

چونکه حیات عبارت ہے مجموعۂ حرکات سے ' اور حرکت نام ہے انتشار سلسلہ کا ' جو مرادف ہے انقباض و کرب کا ' اسلیے هر ذي حیات کے لیے کرب و اذیت ناگزیر ہے - پھر چونکه هر حیات انساني لازمی طور پر حیات اجتماعی هوني چاهیے ' اور حیات اجتماعي ممکن نہیں ' جبتک که افراد کی آزادي اعمال محدود نه کردي جاے ' اور اسی تحدید حریت کا نام احساس کرب ہے ' پس اسلیے بھی درد و الم حیات انسانی میں ناگزیر ہے -

(۳) قوت احساس ' مدارج تمدن کے متناسب هوتي ہے - احساس ' چونکه نفس کے ایک خاص شعبے کا نام ہے ' اسلیے اسکا نشو و نما عام نفسي نشو و نما کے تابع هوتا ہے - یعني جن اقوام کے قواے نفس نمو یافته هوتے هیں ' انکي قابلیت احساس بھي بڑھی هوئي هوتي ہے - اور چونکه متمدن اقوام همیشه غیر متمدن باشندوں کے مقابلے میں ذهني حیثیت سے بلند پایه هوتي هیں ' اسلیے انکے افراد بھي نسبةً نہایت ذکي الحس هوتے هیں ' اور ایسے ادنی سے ادنی واقعات سے متلذذ یا متالم هوتے هیں ' جنکے وقوع کي غیر متمدن افراد کو خبر تک نہیں هوتي -

کسي مهذب یورپین کے نرم و گدار بستر پر خفیف شکن بھي اگر رهجاتي ہے ' تو وہ چیں به جبیں هوجاتا ہے ' لیکن هندوستاني دهقان بلا تکلف فرش خاک پر لیٹ رهتا ہے ' اور اسکي پیشاني پر هلکي سی هلکی شکن کا نشان بھي نہیں هوتا -

متمدن ممالک میں هلکے سے هلکے عمل بالید کے لیے هوشیار سے هوشیار ڈاکٹر ' اور بہتر سے بہتر انتظامات درکار هوتے هیں ' اسکے مقابلے میں وحشي قبایل کے افراد بلا کسي ساز و سامان کے بلا تکلف اپنے هاتھ ' پیر ' اور دیگر اعضاء جسم کاٹ ڈالتے هیں -

عوام اس طرح کے واقعات کو طبقۂ اعلی کے تصنع پر محمول کرتے هیں - حالانکه یه صحیح نہیں - تمدن کي بلندي کے ساتھه ' احساسات کا نازک و دقیق هوجانا بھی لازمی ہے -

ایک اور وجه متمدن افراد کے زیاده متاثر عن الاحساسات هونے کی یه ہے که چونکه اُن میں عقل ' دور اندیشی ' اور پیش بیني زیاده هوتی ہے ' اسلیے وه بنسبت وحشیوں کے وه نتایج افعال کا اندازه انکے وقوع سے بہت پیشتر کر لیتے هیں ' اور اسی لیے وقوع واقعات سے بہت پیشتر هی وه حظ یا کرب سے متاثر هونے لگتے هیں - فرض کرو که ایک بکري ذبح کرنے کے لیے هم نے خریدی ' مگر چونکه وه اپنی قسمت سے ناواقف هوتی ہے ' عین ذبح هونے کے وقت تک اُسے کوئی غم نہیں هوتا - بر خلاف اسکے جس انسان کو پھانسی کا حکم سنا دیا جاتا ہے ' وه اسی وقت سے گھلنے لگتا ہے - اسی طرح جوں جوں انسان تمدن اور علم و عمل میں ترقی کرتا جاتا ہے ' اسی کے ساتھه ساتھه وه اپنے آلام و لذات ' دونوں کے اسباب بھی بڑھاتا جاتا

ہے ' اور اکثر حالات میں اصل واقعات مسرت و غم سے زیادہ ' ان چیزوں کا تصور خوش آیند یا روح فرسا ہوتا ہے (۱) -

پھر محض انسان کی عقل و پیش بینی ہی نہیں ' بلکہ اسکی تمام تمدن زائیدہ صناعیاں و دستکاریاں ' ریل ' تار ' جہاز ' ہوائی جہاز ' و آلات جنگ ' جہاں ایک طرف اسکے اسباب راحت و مسرت میں اضافہ کرتے ہیں ' وہاں دوسری طرف اسکی تکلیف و بربادی کا سامان بھی اپنے اندر رکھتے ہیں -

(۴) مختلف احساسات ' معاشرت کی رفعت و قیمت کے لحاظ سے مختلف درجات میں رکھے جاسکتے ہیں -

ہمارے احساسات ' اگرچہ من حیث الاحساس ' سب کے سب مساوی درجہ کے ہوتے ہیں ' تاہم بازار معاشرت میں انکی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں - بعض احساسات پست و ادنی خیال کیے جاتے ہیں - بعض بلند و اعلی ' اور بعض بلند تر و اعلی تر - یہ فرق مراتب ' محض اٹکل کی بنا پر نہیں ' بلکہ ایک خاص اصول کے ماتحت ہے - یعنی

> جو احساسات ' بقاے افراد و حفظ نوع سے براہ راست متعلق ہیں ' وہ ادنی درجہ کے ' اور جو اس سے صرف بعید و بالواسطہ تعلق رکھتے ہیں ' وہ اعلی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں - بہ الفاظ دیگر ' احساسات کی پستی و بلندی کا انحصار لوازم حیات سے علی الترتیب انکے قریب و بعید تعلقات رکھنے پر ہے

اس کلیہ کی توضیح چند مثالوں سے ہوگی - غور کرو نوع یا نسل کی بقا کا دار و مدار کس فعل پر ہے ؟ ظاہر ہے ' کہ عمل زوجیت پر ' لیکن یہ بعینہ وہ فعل ہے ' جس سے تعلق رکھنے والے احساسات کا ذکر تک ہر مہذب سوسائٹی میں سخت معیوب خیال کیا جاتا ہے ' اور تمام الفاظ ' جو اس فعل کی جانب بعید اشارہ بھی کرتے ہیں ' " فحش " خیال کیے جاتے ہیں - اسکے بعد اُن افعال کا نمبر ہے ' جو اس عمل کے مقدمات کا کام دیتے ہیں - مثلاً یورپ میں کورٹ شپ - اس قسم کے افعال اتنے شرمناک نہیں خیال کیے جاتے - چنانچہ ہم علانیہ انکے متعلق گفتگو کرسکتے ہیں - تاہم انکی حالت عمل پر شرم و حجاب کا پردہ پڑا رہتا ہے ' یعنی سوسائٹی اسکو جائز نہیں رکھتی کہ ان افعال کا وقوع علانیہ ہو - اس سے بھی اتر کر وہ افعال ہیں ' جنکا تعلق فعل بقاے نسل سے نہایت بعید ہوتا ہے - مثلاً عورت کا خارجی ذرایع ' یعنی لباس ' زیور وغیرہ سے اپنے تئیں دلفریب بنانا - ظاہر ہے کہ اس تزئین و آرایش کا مقصد محض نمایش ہوتا ہے ' تاہم اگر شوہر یا اُس خاص شخص کے علاوہ ' جسکے لیے یہ سامان کیا گیا ہے ' کسی اور شخص کی نظر اُس پر پڑ جاتی ہے تو سخت معیوب ہوتی ہے - غرض کہ جو احساسات بقاے نسل سے تعلق رکھنے والے افعال سے جتنا زیادہ وابستہ ہوتے ہیں ' اتنے ہی وہ پست و ادنی درجہ کے سمجھے جاتے ہیں -

یہی حال اُن افعال کا بھی ہے ' جن پر افراد کی حیات کا انحصار ہے - خیال کرو کہ جسم کی تمام خارج کردہ کثافتوں ' یہانتک کہ ناک صاف کرنے اور تھوکنے کا ذکر بھی مہذب حلقوں میں کسقدر مکروہ و ناشایستہ سمجھا جاتا ہے ؟ رفتہ رفتہ جوں جوں شایستگی و نفاست مزاجی ترقی کرتی جاتی ہے (اور جسکا نمونہ ہمیں آج کل کی اونچے طبقے کی یوروپین خواتین میں ملتا ہے) معدہ ' انتڑیاں ' شکم ' لبلبہ ' وغیرہ آلات ہضم کا نام لینا تک سخت بد تہذیبی خیال کیا جانے لگتا ہے - کھانا کھانے کا فعل ' بہ ظاہر اس اصول کے منافی معلوم ہوتا ہے ' اور بلا شبہہ ایک حد خاص تک وہ اس کلیہ کے مستثنیات میں داخل ہے ' لیکن صرف ایک حد تک ' اس سے زاید نہیں - کھانا کھانے کی حالت میں دفعۃً کسی غیر شخص کا آ جانا ' کھانے والے اور آنے والے ' دونوں کو محجوب کر دیتا ہے - ہم خود جب کسی کھانا کھاتے ہوے شخص سے ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اسکے کھانے پر ہماری نگاہ نہ پڑے - اسکے علاوہ ضیافتوں کے موقع پر اسکا خاص اہتمام رہتا ہے کہ کھانے والوں کی توجہ ' گفتگو وغیرہ دیگر مشاغل کی جانب مصروف رہے ' اور اعلی طبقوں میں غذا کے ذایقہ وغیرہ کا ذکر تک کرنا سخت بد مذاقی خیال کیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہوگا کہ کھانا کھانے کی مثال بھی کلیہ بالا کے معارض نہیں ' بلکہ ایک حد تک موید ہے -

اسکے مقابلے میں اُن مشاغل کو دیکھنا چاہیے ' جنکا قیام حیات سے نہایت بعید تعلق ہے ' اور جنہیں ہم صرف تفنن طبع کے لیے اختیار کرتے ہیں - مثلاً کسی قدرتی سینری (منظر) میں دریا پہاڑ ' سمندر ' سبزہ زار وغیرہ ' یا کسی اعلی انسانی صناعی کو دیکھکر ' یا وہ احساسات جو سماع موسیقی سے پیدا ہوتے ہیں ' نہایت اعلی خیال کیے جاتے ہیں ' اور جن لوگوں کے یہ احساسات قوی ہوتے ہیں ' اُنہیں " صاحب ذوق " و " خوش مذاق " وغیرہ کا لقب دیا جاتا ہے -

استحالۂ احساس

(۵) بعض حالات میں ممکن ہے کہ انبساط ' انقباض ' اور انقباض ' انبساط کی شکل میں تبدیل ہو جاے -

احساس حظ و احساس کرب ' جیسا کہ ہم اوپر کہہ آے ہیں ' چونکہ نام ہے کسی ذات اور اسکے ماحول کے درمیان علی الترتیب موافقت و عدم موافقت کا ' اور یہ بالکل ممکن ہے کہ جو شے پہلے ہمارے مزاج کے موافق تھی ' اب ناموافق ہوگئی ہو - یا جو پہلے ناموافق تھی ' اب موافق ہوگئی ہو - اس لیے انبساط کا انقباض میں ' اور انقباض کا انبساط میں تبدیل ہوجانا بھی بالکل ممکن ہے - جو لوگ بچپن میں کھیل کود ' اُچک پھاند پر جان دیتے تھے ' بڈھے ہوکر اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں - بعض غذائیں اب ہم رغبت سے کھانے لگے ہیں ' حالانکہ چند سال پیشتر انکی صورت سے بھی کراہیت آتی تھی - سردی کے موسم میں برف کو چھونا تک گوارا نہ تھا ' لیکن گرمیوں میں اُسے ذوق و شوق سے ہاتھوں ہاتھہ لیتے ہیں - یہ تمام واقعات اسی کلیہ بالا کے تحت میں حل ہوتے ہیں - اس " استحالۂ احساسات " کی حسب ذیل صورتیں ہوسکتی ہیں :

(الف) ماحول میں تغیر - مثلاً موسم ' اور آب و ہوا وغیرہ کی تبدیلی -

(ب) ذات میں تغیر ' مثلاً عمر میں نشوونما ' دفعۃً کسی مرض میں مبتلا ہوجانا ' یا اُس سے شفا پانا -

یہ دونوں صورتیں غیر ارادی ہوتی ہیں ' اور علی العموم دفعۃً ' لیکن جو صورت انسان کے تصرف و اختیار کے اندر ہے ' اسکا نام ہے :

(ج) مشق و تمرین ' یعنی ناموافق چیزوں کی تدریجی مزاولت کرکے انکو موافق بنا لینا اور انکا خوگر ہوجانا - [وہیں اکتسابیہ

---

(۱) اسکا تجربہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں ہوا ہوگا کہ اکثر آیندہ مصایب کا تصور ' خود ان مصایب سے بڑھکر تکلیف دہ ہوتا ہے - غالب نے خوب کہا ہے :-

بے تکلف در بلا بودن بہ از بیم بلاست
قعر دریا سلسبیل و روے دریا آتش ست

عواید کي عملي تدابیر ' تو اولاً تو اس بحث کے چھیڑنے کا یہ موقع نہیں ' دوسرے هم اسکي کسي قدر تفصیل اپنے ایک علحدہ مضمون میں کرچکے هیں]

حس لذت و الم کا ایک اهم فرق

(۶) آلام کي طرح لذات کبھي تیز و شدید نہیں هوسکتیں - دیکھا هوگا کہ شدید درد کي حالت میں ساري رات کروٹیں بدلتے رهتے هیں اور کسي پہلو کل نہیں پڑتی - فرط غم کي حالت میں پچھاڑیں کھاتے هیں اور سینہ کوبي کرکے کرتے اپنے تئیں هلکان کر ڈالتے هیں ' لیکن فرط مسرت میں کبھي یہ بے تابي اور بیقراري طاري هوتے نہ دیکھي هوگي - اسکي وجہ ظاهر هے - انبساط نام هے اعصاب کی معتدل ورزش کا ' اور اس پر انبساط کا اطلاق اسي وقت تک هوسکتا هے ' جبتک کہ اس میں اعتدال هے ' اور جہاں انبساطي کیفیت حدود اعتدال سے متجاوز هوئي ' وہ انبساط نہیں رهتی ' بلکہ بجاے خود ایک کرب و الم هو جاتي هے - اطمینان ' سکون ' چین ' کل ' راحت ' کے حدود مقرر هیں ' لیکن اضطراب ' بیقراري ' بیچیني ' بے کلي ' کرب کي کوئي انتہا نہیں هو سکتي -

وجــدان

احساس کا نظریہ مع اسکی اهم تفریعات کے بیان هو چکا - اب دو لفظوں میں صرف یہ کہدینا باقي هے کہ احساس ' جسکے دو رخ هیں : ایک حظ اور انبساط کا ' دوسرا کرب و انقباض کا ' وجدان کي منزل اولین کا نام هے - وجدان جسوقت تک " ... " بسیط اور مفرد حالت میں هے ' احساس کہلاتا هے اور جب پیچیدہ ' مرکب اور مخلوط شکل اختیار کر لیتا هے ' تو جذبے کے نام سے موسوم هوتا هے - گویا احساسات ' جذبات کے عناصر و مفردات هیں - یعنی جذبات کي جب تحلیل کي جاتي هے ' تو آخرکار وہ احساسي حسیات هی پر آکر ٹھیر جاتے هیں - جذبات کي ماهیت ' اور مهمات جذبات کي مفصل تشریح ' آیندہ ابواب کا موضوع هے -

الهــلال

یہ مضمون کتاب کا ایک ٹکڑہ هے ' اور امید هے کہ اسکے اور ابواب بھي شائع هوں - مسٹر عبد الماجد اُن معدودے چند تعلیم یافتہ ارباب علم میں سے هیں ' جنکو تصنیف و تالیف اور تراجم علمیہ سے ذوق هے - ان ابواب کي اشاعت سے انکا مقصود یہ هے کہ طرز تحریر اور اسلوب بیان کے متعلق اگر ارباب علم مشورہ دیسکیں ' تو قبل از اشاعت کتاب اس سے فائدہ اٹھالیں ' مگر مجھے اسمیں شک هے کہ لوگ اس طرح کے مضامین کو غور سے پڑھنے اور راے دینے کي زحمت گوارا کرینگے -

بالفعل صرف ایک امر کے طرف اشارہ کردینا ضروري هے - مضمون میں جا بجا " حس لذت و الم " کو " حظ و کرب " سے تعبیر کیا هے ' اور اسی کو بصورت اصطلاح عنوان میں بھی جگہ دي هے - لیکن اسکے لیے " لذت و الم " هی کے الفاظ زیادہ موزوں اور صحیح تھے -

اول تو " حظ " کے معني لذت کے نہیں بلکہ حصے کے هیں (الحظ : النصیب ' جمعہ حظوظ) البتہ اردو اور شاید فارسي میں لذت کیلیے بولتے هیں ' لیکن باعتبار لغت غلط هے ' اور عربی میں تو اس معنی کا کہیں پتہ نہیں -

پھر جب " لذت " کا ایک لفظ پیشتر سے اسکے لیے موجود هے ' اور عربی میں ٹھیک ٹھیک اُسی مفہوم کو ادا کرتا هے ' جو مباحث علم النفس میں آپکا مقصود هے ' تو دوسرا لفظ کیوں تلاش کیا جاے ؟

اردو میں لذت کا لفظ اپنے اصلی معنی سے هٹ گیا هے ' اور مختلف موقعوں پر بولا جاتا هے ' لیکن عربی میں یہ همیشہ " الم " کے مقابلے میں لایا جاتا هے ' اور لغت میں اسکی تعریف " نقیض الالم " هے -

" کرب " اور " الم " میں بھی فرق هے - کرب صرف " حزن " کے معنوں میں آتا هے ' لیکن " الم " میں اس سے زیادہ وسعت اور تعمیم هے -

بقیــہ شــذرات

هنا و هنــاك

محمد شریعي پاشا مصر کے ایک نامور دولتمند رئیس هیں - ارض شام میں اُنھوں نے تین شاخ در شاخ ریلوے لائین جاري کرنے کي درخواست کي هے -

(۱) ایک لائین غزہ سے بیرسبع تک -
(۲) غزہ سے یافا و بیت المقدس تک -
(۳) غزہ سے مصر تک -

دو درخواستیں خود اهل شام نے بھي دي هیں ' جن میں ایک اجراء ریلوے اور ایک جہاز راني کے متعلق هے - ٹرامویے کے لیے بھي ایک درخواست پیش هوئي هے ' جو امید هے کہ منظور هو جائیگي -

مسلمانان شام کي اس پر آشوب حالت کا اندازہ کیجیے کہ مظالم یورپ نے اُن کے دل پاش پاش کردیے هیں ' مگر بقاے حیاة کي فکروں سے وہ اس حالت میں بھي غافل نہیں ! کہ اس لیے کہ مظلومان بلقان کا اُن کو درد نہیں هے ' بلکہ محض اس لیے کہ وقت فرصت سے فائدہ اُٹھانے میں اگر پیش قدمی نہوئي تو یہي اجارے فرنگي سرمایہ داروں کو ملجائینگے - لیکن هندوستان کي حالت کسقدر افسوس ناک هے کہ تمام موارد ثروت پر غیر هندوستاني قومیں قابض هوتي جاتي هیں ' تاهم کسي هندوستاني سرمایہ دار کو اس کا احساس بھي نہیں هوتا ' اور باوجود ورود مصائب کے ' پھر بھي آنکھیں بند هیں !

زر اعانــۂ " اردوے معلے "

جناب محمد ناظم صاحب صدیقي لندن سے لکھتے هیں :

آپکے اخبار الهلال میں " اردو پریس علیگڈہ کي ضمانت " کے عنوان سے جو مضمون شائع هوا هے ' اُسکو پڑھکر بہت صدمہ ' هوا اور اُسوقت اور بھي اضطراب پیدا هوا ' جب میرے ایک دوست مسٹر غلام جیلاني نے جو حال هي میں علیگڈہ سے تشریف لاے هیں اُن تمام امور کي تصدیق کي جو کچھہ جناب حسرت موهاني کي غربت کا حال اپنے اخبار میں درج فرمایا هے - واقعي ایک ایسے پریس سے دس هزار کي ضمانت طلب کرنا سراسر ناانصافي هے - هملوگ اپني حیثیت کے مطابق موجودہ احباب سے ایک ایک روپیہ جمع کرکے آپکي خدمت میں بھیجتے هیں - آپ جسطرح چاهیں اس روپیہ سے حضرت موهاني کی امداد فرماویں - هملوگ استدعا کرتے هیں کہ آپ بہت جلد اسکے متعلق ایک با قاعدہ فنڈ قائم کردیں - هملوگ کوشش کرکے جسقدر بھی روپیہ یہاں سے جمع هوسکیگا ' آپکي خدمت میں بھیجینگے -

جن صاحبوں نے ایک ایک روپیہ دیا هے اُنکے اسماء گرامی حسب ذیل هیں :

مسٹر غلام جیلاني - مولوي امام علیصاحب - مسٹر رشید محمد مولوي شہباز خانصاحب - محمد ناظم صدیقي -

احرار اسلام

الحریۃ فی الاسلام

(۱)

منجملہ ان مقاصد مہمہ کے ' جنکے لیے الہلال شائع کیا گیا ' ایک مقصد اہم احرار اسلام کا باب تھا -

ارادہ تھا کہ منجملہ مستقل ابواب مضامین کے ' یہ باب بھی بالالتزام ہمیشہ چند صفحات کا سر عنوان رہیگا ' اور اسکے نیچے تاریخ اسلام کے ماضی و حال کے وہ واقعات اور سوانح حالات درج ہوا کرینگے ' جنسے غفلت پیشگان ملت کو اپنا حق پرستی و حریت روشی کا بھولا ہوا خواب یاد آجاے گا -

لیکن اسکے لیے سب سے پہلے بطور دیباچہ و توطیۃ مضامین کے ' ایک مبسوط تمہید کی ضرورت تھی ' تا کہ اسلام اور حریۃ صحیحہ کے رشتے کو نمایاں طور پر ظاہر کر دیا جاے -

الہلال جلد اول کے دوسرے نمبر ہی سے اسکا سلسلہ شروع کرنا چاہا ' اور اسکی پہلی تمہیدی قسط " الحریۃ فی الاسلام " کی سرخی سے شائع بھی کی ' لیکن اسکے بعد سے آجتک کہ دوسری جلد کا اختتام درپیش ہے ' اسکے متعلق ایک حرف لکھنے کی مہلت نہ ملی - احباب کرام نے بارہا یاد دلایا ' اور بھولا تو میں بھی نہ تھا ' لیکن کیا کرتا کہ اپنی بساط میں زندگی اور زندگی کے اوقات کی ایک ہی اینٹ تھی - کن کن عمارتوں کی دیواریں اس سے چنتا ' اور ایک ہی پتھر کو کہاں کہاں لگاتا ؟

فرصت دیدن گل آہ کہ بسیار کم است
و آرزوے دل مرغان چمن بسیار ست !

اب چاہتا ہوں کہ الہلال میں یہ سلسلہ بالالتزام شروع ہو جاے - سب سے پہلے " اسلام و حریت " کے تعلق پر مختلف پہلوؤں سے نظر ڈالنی چاہیے ' اور اسکے لیے سب سے پہلے قران کریم ' پھر احادیث صحیحہ ' اور اسکے بعد آثار صحابہ و تابعین ' اور تاریخ اسلام کے عام حالات و سوانحات سے مدد لینی چاہیے -

سلسلۂ بیان کیلیے ضروری تھا کہ الہلال جلد (۱) نمبر (۲) کا تمہیدی مضمون سامنے آجاے ' اسلیے آج کی اشاعت میں وہ مکرر شائع کیا جاتا ہے - اسکے بعد اصلی سلسلہ جو طیار و مستعد ہے ' شائع ہونا شروع ہو جاے گا - و ما توفیقی الا باللہ -

---

یا صاحبی السجن ! أأرباب متفرقون خیر ام اللہ الواحد القہار ؟ ما تعبدون من دونہ الا اسماء ' سمیتموہا انتم و آباؤکم ما انزل اللہ بہا من سلطان " ان الحکم الا للہ " امر الا تعبدوا الا ایاہ ' ذلک الدین القیم ' و لکن اکثر الناس لا یعلمون (۱۲ : ۴۰)	اے زندان مجلس ! بہت سے مالک اور آقا بنا لینا اچھا ہے یا ایک ہی خداے قہار کے آگے جھکنا ؟ تم جو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے معبودوں کی پوجا کر رہے ہو ' تو یہ اسکے سوا کیا ہے کہ چند نام ہیں ' جو تم نے اور تمہارے پیشرؤں نے گھڑ لیے ہیں ؟ حالانکہ خدا نے تو اسکے لیے کوئی سند بھیجی نہیں - اے گمراہو ! یقین کرو کہ تمام جہان میں حکومت صرف اُس ایک خدا ہی کیلیے ہے - اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اُسی کے آگے جھکو ! یہی دین اسلام کا سیدھا راستہ ہے لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ہیں جو نہیں سمجھتے ! !

انسان کے تمام نوعی فضائل و محاسن اور عاؤ و شرف کا اصلی منبع (توحید) ہے - اس کا اعتقاد انسان کو خدا کے آگے جسقدر تذلل و تعبد اور انکسار و ابتہال کے ساتھہ جھکاتا ہے ' اُتنا ہی خدا کی پیدا کی ہوئی تمام کائنات کے آگے سر بلند و مغرور کر دیتا ہے - دنیا کی کوئی طاقت ' اور خدا کے سوا کوئی ہستی ' اسکے دل کو مرعوب و محکوم نہیں کرسکتی - وہ ایک چوکھٹ پر سر جھکا کر ' اور تمام بندگیوں اور فرماں برداریوں سے آزاد ہو جاتا ہے ' اور ایک کا ہو کر سب کو اپنا بنا لیتا ہے -

(اسلام) اسی اعتقاد کی دعوت لیکر آیا ' اور (ان الحکم الا للہ) کی صدا کے ساتھہ حکومت ' خاندان ' نسب ' رسم و رواج ' اور تعبد قوم و مرزبوم کی وہ تمام بیڑیاں کٹ کر گر گئیں ' جنکے بوجھہ سے نوع انسانی کے پاؤں شل ہوگئے تھے ' لیکن یہ کتنے تعجب کی بات ہے کہ آج صدیوں سے اسکے پیرو اپنے اندر اس حریت بخش تعلیم کا کوئی ثبوت نہیں رکھتے - انکے تمام اعمال پستی نفس و اوہام اور انسانوں و اجسام کی غلامی و تعبد کا نمونہ ہیں ' اور وہ جن بیڑیوں کو کاٹنے آئے تھے ' اُنسے زیادہ بوجھل بیڑیاں آج خود انکے پاؤں کا زیور ہیں ! !

بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی ست !

پھر کیا ایک ہی علت دو متضاد نتائج پیدا کر سکتی ہے ؟ اور کیا تاریخ اسلام کے آغاز کے صفحے ' اسکے وسط و آخر کے مقابلے میں غلط اور پُر فریب تو نہیں ہیں ؟ اور اگر نہیں ہیں ' تو کیا اسلام کی دعوت کی گھڑی ' چند ابتدائی سالوں ہی تک کیلیے کوکی گئی تھی ؟

یہ سوالات ہیں ' جو قدرتی طور پر اس موقعہ میں پیدا ہوتے ہیں -

گذشتہ نصف صدی سے عالم اسلامی کی نئی بیداری ازادی و حریت کے ولولوں سے معمور ہے - علی الخصوص پچھلے چھہ سالوں کے اندر تمام اسلامی ممالک میں جمہوریت اور آزادی کی تحریکیں پیدا ہوئیں ' ایران اور ترکی میں پارلیمنٹیں قائم ہوئیں '

اور بار بار یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام خود اپنے اندر جمہوریت اور مساوات کے اصول رکھتا ہے' اور یہ جو کچھہ ہوا ' اسکی تعلیم کا اصلی منشاء اور اقتضا تھا ' مگر (انقلاب عثمانی) پر یورپ کے اخبارون ' وقائع نگارون ' اور عام اہل قلم نے جسقدر تحریریں لکھیں ' مجھکو یاد ہے کہ اُن میں کوئی قلم ایسا نہ تھا ' جس نے شک و شبہہ کے ساتھہ بھی اِس بیان کے قبول کرنے میں تامل نہ کیا ہو - مسٹر (ای- ایف - نالٹ) جو عرصے تک یوریین ترکی کے متعدد مقامات میں رہ چکا ہے ' اور بقول خود سیکڑوں مسلمانوں کا دوست اور اسلامی معلومات کو ایک مسلمان سے بہتر جاننے والا ہے ' (سلطان عبد العزیز) کے واقعۂ عزل کا ذکر کرتے ہوے لکھتا ہے :

" یہ یاد رکھنا چاہیے کہ گو بعض لوگوں کا ایسا خیال ہے کہ (سلطان عبد العزیز) کو اسکی نا اہلی اور نا قابل حکمرانی ہونے کی وجہ سے معزول کرنا قران کی تعلیم کے عین مطابق تھا ' مگر فی الحقیقت ایسا نہیں ہے ' اور پکے مسلمانوں کے عقیدے میں دستوری گورنمنٹ مذہباً قبول نہیں کی جاسکتی - البتہ نوجوان ترکوں کا یہ بیان ہے کہ اسلام ظلم و تعدی کو پسند نہیں کرتا ' اور اُس نے قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر آپ حکومت کرنے کا حوصلہ دلایا ہے - چنانچہ اب کچھہ مدت سے قران کی چند آیتیں بتلائی جاتی ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ خدا ظلم کرنے والوں سے محبت نہیں کرتا ' اور جب لوگ اپنے کاموں کا باہمی مشورے سے انتظام کرتے ہیں تو خدا انکو اجر دیتا ہے " (Awakening of Terkey p. 8.)

مسٹر (نالٹ) اسلامی معلومات کی واقفیت پر نازاں ہیں مگر ہم کو معلوم ہے کہ مشرقی معلومات کے تبحر کا یورپ کی اصطلاح میں اتنا ظرف ہے ' اسلیے انکا بیان چنداں قابل اعتنا نہیں ' لیکن پروفیسر (ویمبرے) جس نے ترکی کے قلب میں رہکر نشو و نما پائی ہے ' جو برسوں مسلمانوں کے قافلوں میں ایک مسلمان سیاح یقین کیا گیا ہے ' جو قران کی سورتوں کی عربی لب و لہجے میں تلاوت کرتا ہے ' اُس فتوے کا ذکر کرتے ہوے ' جو شیخ الاسلام نے سلطان عبد العزیز کے عزل پر لکھا تھا ' رقم طراز ہے :

" چونکہ تمام مذہبی کتابوں میں کھینچ تانکے تاویلیں کی جاسکتی ہیں ' اسلیے قران کی آیتیں کانسٹی ٹیوشنل گورنمنٹ اور حریت و مساوات کی تائید میں بآسانی ملگئیں ' لیکن یہ تمام بدعتیں در اصل یورپ سے حاصل کی گئی تھیں ' گو انکا منبع اسلام قرار دیا گیا ' اور پیغمبر اسلام کے اس قول سے کہ شاورھم فی الامر (اپنے معاملات کیلیے باہم مشورہ کرلیا کرو) پارلیمنٹ قائم کرنے کی تاکید ثابت کی گئی "

پھر ایک دوسرے موقعہ پر اسلام کو عام ایشیائی مطلق العنانی سے نا قابل استثنا قرار دیتے ہوے لکھتا ہے :

" کہا جاتا ہے کہ خلافت راشدہ کے دور کے حکمراں ' عدل و انصاف سے متصف تھے - (خلیفۂ اول) نے منصب خلافت قبول کرتے ہوے مسلمانوں سے کہا : " جب تک انصاف پر چلوں میرا ساتھہ دو ' اور اگر اسکے خلاف کروں تو ملامت کرو ' .... جب تک میں احکام شریعت کی تعمیل کروں ' تم کو میری اطاعت کرنی چاہیے ' لیکن اگر تم دیکھو کہ میں بال برابر بھی راہ شریعت سے ہٹ گیا ہوں تو میرا کہنا ہرگز نہ مانو " (خلیفۂ دوم) کی نسبت بھی ایسا ہی کہا جاتا ہے .... جو مسلمان آجکل کی آزادانہ طرز حکومت پر شیفتہ ہیں ' وہ اس طرح کی بہت سی نظیریں پیدا کرکے مسلمان بادشاہوں کے عدل و انصاف کو ثابت کرنا چاہتے ہیں - اگر یہ مان بھی لیا جاے کہ اسلام کے دور اول میں فرماں رواؤں کا یہی حال تھا ' تو بھی یہ حالت دیر تک قائم نہیں رہی "

(Western Light and Eastern Lands Vol. 3. p. 32.)

اسکے بعد تاریخ اسلام کی اس موعودہ عام شخصیت اور استبداد پسندی میں بعض فرمانرواؤں کا عدل و لیاقت سے اتصاف تسلیم کرتا ہے ' لیکن مثال میں بابر ' حسین مرزا ' اور ھمایوں و اکبر کے سوا ' تاریخ اسلام کے اس عظیم الشان ماھر کو ' اور کوئی نام نہیں ملتا ! و ذٰلك مبلغہم من العلم -

یہ یورپ کے ایک مشہور مستشرق کا خیال ہے ' اور گو " وشاورھم فی الامر " ھم کو پیغمبر اسلام کے اقوال میں نہ ملے ' مگر قرآن سے ڈھونڈھکر نکال سکتے ہیں ' اور اسکی اتنی واقفیت کو بھی غنیمت سمجھتے ہیں -

اسلام کے ماضی و حال کا جب مقابلہ کیا جاے گا ' تو اس طرح کے خیالات کا پیدا ہونا قدرتی ہے - ایک ضعیف و لب گور بیمار ' اگر اپنی صحت و توانائی کے عہد کی طاقت آزمائیوں کو بیان کرے تو عجب نہیں کہ سننے والے اُسکے نحیف و زار چہرے کو دیکھکر تسلیم کرنے میں متامل ہوں - مسلمان آج اپنے بڑھاپے کے انحطاط و اضمحلال میں مبتلا ہیں - انکے قوی مضمحل ہوچکے ' اور انکے چہرے پر رونق و شگفتگی کی جگہ ' افسردگی اور مردنی چھا گئی ہے ' پھر اُنکے " دلِ جوانی در عہد پیری " کو آج کون بغیر شک و شبہ کے تسلیم کریگا ؟ گری ہوئی دیواروں اور شکستہ اینٹوں کا ڈھیر ممکن ہے کہ کبھی ایک قصر چہل ستون ہو ' مگر اس وقت تو ایک مٹی کے ڈھیر سے زیادہ نہیں !!

فتادم دام بر کنجشک و شادم ' یاد آں همت
کہ گر سیمـــرغ می آمد بدام ' آزاد می کردم

***

تاہم جستجو کرنی چاہیے کہ اسلام کی جمہوریت اور آزادانہ روح کی نسبت آج جو کچھہ کہا جاتا ہے ' وہ یورپ کے اثر سے پیدا کی ہوئی تاویلیں ' اور انقلاب فرانس کی بخشی ہوئی حریت کا عکس مستعار ہیں ' یا خود (اسلام) اپنی روز پیدایش ہی سے اس روح کو اپنے اندر رکھتا تھا ' اور کیا یہ واقعی مسٹر نالٹ اور ویمبرے کے الفاظ میں " چند برسوں " کے نو زائیدہ خیالات ہیں ' یا تیرہ سو برس سے اسلامی دعوت و تعلیم کے صحائف و اسفار میں مدون چلے آتے ہیں ؟

ایک دوسرا گروہ

علاوہ بریں اس جستجو و تفحص کیلیے متذکرۂ صدر خیالات سے بھی بڑھکر ایک اور خیال محرک ہے -

اسلام کے متعلق یورپ اور مسیحیت کی ضلالت اندیشی عام ہے - اس نے ابتک جو کچھہ سمجھا ہے اور ظاہر کیا ہے ' وہ تمام تر مجموعۂ افترا و اکاذیب ہے - وہ اس جسم کے کسی خال و خط کے دیکھنے ہی میں غلطی نہیں کرتا ' بلکہ اُسکی نظر میں از سر تا پا اسکی ہیئت و صورت مکروہ ہے - پس اگر اسلام کی تعلیم حریت کے متعلق وہ اس طرح کے خیالات رکھتا ہو ' تو یہ چنداں عجیب و مستبعد نہیں -

لیکن بدبختی یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم کے سمجھنے میں ہمیشہ غیروں سے زیادہ خود اپنوں نے ٹھوکریں کھائی ہیں -

گذشتہ دس سال کے اندر ایران اور ترکی کے اندر جمہوریت کی تحریکیں بار آور ہوئیں ' اور نظام حکومت شخصی استبداد حکمرانی کی جگہ دستوری و آئینی طرز حکومت پر قرار پایا - اس قسم کے انقلابات قدرتی طور پر امن و سکون حاصل کرنے کیلیے ایک زمانۂ ممتد کے محتاج ہوتے ہیں - بیمار آدمی کو گو بہتر سے بہتر نسخہ مل جاے ' مگر اسکے استعمال کے نتائج کیلیے انتظار نا گزیر ہے -

مقالات

بد قسمتی سے ان دونو حکومتوں کو ناگہانی انقلاب کے قدرتی نتائج اختلال و اعتشاش ' اور اجانب کے فشار و هجوم سے مہلت نه ملی ' اور اسکے بعد هی بربادیوں اور تباهیوں کا ایک سلسله غیر منقطع شروع هوگیا - علی الخصوص دولت عثمانیه ' جو موجوده جنگ کی بربادیوں سے بالکل نیم جاں هوگئی هے -

عام نگاهیں جو انقلاب حکومت سے نتائج عاجله کی منتظر تهیں ' انهوں نے دیکها که نتائج مطلوبه ایک طرف ' انقلاب کے بعد تو پچهلی حالت بهی قائم نه رهسکی ' اور بربادیوں کا ایک سیلاب عظیم هر طرف سے امنڈ آیا - بظاهر هر مقدم واقعه ' موخر کی علت هوتا هے ' اسلیے بہتوں نے یقین کرلیا که یه تمام بربادیاں صرف دستوری حکومت کے نتائج هیں ' اور پهر اس الزام سے اسلام کو بچانے کیلیے یه سمجهه لیاگیا که اسلام صرف شخصی حکومت هی کا مجوز هے ' اور " مشوره " اور " شوری " سے حکومت دستوری مقصود نہیں - یا هے بهی تو وه کوئی اور شے هوگی جسکی همیں خبر نہیں - کم ازکم دستوری نظام حکومت کو تو اس سے کوئی تعلق نہیں ! !

اسطرح وهی اسلام ' جو کل تک شخصیت کا دشمن اور حکومت مستبده کا قامع یقین کیا جاتا تها ' اور اسکے لیے قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا جاتا تها ' ترکی اور ایران کے حوادث کے بعد آئین و دستور کا اعدی عدو مخالف هوگیا ! ! وما لهم به من علم ' ان یتبعون الا الظن ' وان الظن لا یغنی من الحق شئیا (۵۳ :)

آج هندوستان کے مسلمانوں میں شاید نصف سے زیاده اخبار بیں طبقه اسی غلطی میں مبتلا هے -

لکن فی الحقیقت یه ایک نہایت خطرناک گمراهی هے - اسلام اگر حریت و جمهوریت کا حامی هے ' تو اسکے لیے وه ترکی [illegible] ایران کے تجربے کا محتاج نہیں ' اور اگر مخالف هے ' تو مدحت [illegible] یا جمال الدین کی تحریک اسکو حامی نہیں بنا سکتی - پهر [illegible] اسلام کے متعلق ایک مختم فیصله کرلینا چاهیے - وه ایک [illegible] هے - کوئی پیچیده راز نہیں هے - اسکی تعلیم کی جو حقیقت [illegible] سامنے هوگی ' وه همیشه قائم رهیگی ' خواه تمام دنیا کی [illegible] حکومتیں غارت هوجائیں ' خواه دنیا سے شخصیت [illegible] کا نام و نشان همیشه کیلیے مٹ جاے -

[illegible] تعلیم تجربے کی ناکامیوں کی ذمه دار نہیں هوسکتی - [illegible] حالات و حوادث اور اپنے اطراف و ما حول سے وابسته هوتا هے ' [illegible] میں کبهی کامیابیاں هوتی هیں ' کبهی ناکامیاں - لیکن [illegible] اور تعلیم کی حقیقت همیشه غیر متزلزل هوتی هے -

[illegible] کچهه هرج نه تها اگر لوگ ایران اور ترکی کے انقلاب پر معترض [illegible] - کچهه مضائقه نه تها اگر وه وهاں کے حامیان دستور پر لعنت [illegible] ' اور وهاں کے رجال انقلاب کی سخت سے سخت [illegible] کرتے - اسلام کے احکام اسکے پیروؤں کی غلطیوں سے ملوث [illegible] سکتے ' اور اسلام کی کس تعلیم کا آج هم نے اپنے تئیں نمونه

[بقیه مضمون پہلے کالم کا]

بنایا هے که اس امر خاص میں همارا عمل اسکی تعلیم کا آئینه هوتا ؟ لیکن مصیبت یه هے که سرے سے جمهوریت اور نظام شوری هی کو اسلام کا ضد اور مخالف بتلایا جاتا هے ' اور اس طرح اسلام کی دعوت و تعلیم کے متعلق (که پیشتر هی سے غلط فهمیوں اور غلط اندیشیوں میں ملفوف هے) ایک نئی اور نہایت سخت تاریکی پهیلائی جا رهی هے -

حالانکه اسلام کو شخصی حکومت کا حامی بتلانا ایک ایسی اشد شدید ضلالت هے ' جسکا تصور بهی اسکے دامن حریت پرور کیلیے معصیة کبری سے کم نہیں -

پس ضرور هے که اس غلط فهمی کا ' اسکے ترقی و اشاعت سے پہلے انسداد کیا جاے - نهو که حوادث و آلام کا فوری اثر نادانوں کو اسلام کے متعلق ایک سخت ضلالت اندیشانه عقیدے پر استوار کردے - اسنا توکچهه غم نہیں که ترکی اور ایران کے رجال انقلاب کے متعلق دنیا کیا سمجهتی هے ؟ البته اسلام کے دامن عصمت پر جہل و تاریکی اور ظلم و استبداد کی حمایت کا دهبه گوارا نہیں کیا جاسکتا :

من و دل گر فنا شدیم ' چه باک ؟
غرض اندرمیاں سلامت اوست

المکاتیب الحربیه

یعنی وقائع نگاران جنگ

موجوده تاریخ حرب کا ایک صفحه

اثر : مسٹر وارڈ - نامه نگار ڈیلی میل (لندن)

دینا کی تمام مشهور جنگیں اپنے اندر چند ایسی خصوصیتیں ضرور رکهتی هیں ' جو انکے لیے علت شهرت و باعث تذکره هوتی هیں - مگر بیسویں صدی کی صلیبی جنگ گونه گونه خصائص و مزایا کا ایک طول طویل سلسله هے ' اور ان خصائص میں ایشیاء کے لیے عموماً اور عالم اسلامی کے خصوصاً سب سے زیاده سبق آموز پہلو ' یورپ کے خصائل و عقائد کی بے نقابی هے ' جس نے مسیحی عصبیت کے تمام خال و خط نظاره گیان عالم کیلیے نمایاں کردیے -

غالباً لفٹننٹ ویگنر اولین وقائع نگار جنگ کے لیے مزید تعارف کی ضرورت نہیں ' کیونکه انکی روپوشی کو ابهی زیاده عرصه نہیں گذرا - قارئین کرام کو یاد هوگا که آغاز جنگ میں لفٹنٹ مذکور کی سحر کار پنسل نے فتوحات بلغاریه کا ایک طلسم باندها تها ' مگر اس عصر کهرباء و بخار

میں ایسے طلسموں کی عمر زیادہ نہیں ہو سکتی - دوسرے وقائع نگاروں نے بہت جلد واقعات سے پردہ اٹھا دیا ' اور ایک طرح کی قلمی جنگ واقعات بلقان کے متعلق چھڑ گئی - جبکہ یورپ ادنی کے میدانوں میں ہلال و صلیب معرکہ آرا ہو رہے تھے ' تو یورپ اقصی کے کاغذی میدانوں میں صدق و کذب اور حق و باطل بھی دست و گریباں ہونے لگے -

سب سے پہلے مسٹر نیت نے (نائین ٹینتھہ سنچوری) میں ایک مضمون شائع کیا ' جسمیں ان تمام وقائع نگاروں پر نہایت سخت حملے کیے ' جو عسکر عثمانی کے ہمراہ تھے - اس مضمون کا جواب مسٹر جارج پلچر نے اسی رسالے میں میں شائع کیا - پھر اسی سلسلے میں مسٹر ولیم مکسول نے ایک پر مغز مضمون رسالہ مذکور میں شائع کیا - اس کے آغاز میں ان سوانح و وقائع پر بھی ایک سرسری نظر ڈالی تھی ' جو نامہ نگاروں کو جنگ سوڈان ' جنگ بوئر ' جنگ جاپان ' وغیرہ وغیرہ میں پیش آئے تھے - یہ مضمون کسیقدر طویل ہے - اسلیے اصل مضمون کے بدلے صرف اسکی تلخیص شائع کیجاتی ہے کہ بعض دلچسپ اور سبق آموز کوائف سامنے آجائیں گے

سنہ ۱۸۵۴ع کے بعد سے جنگ بلقان سب سے پہلی جنگ ہے ' جسمیں نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت نہیں دیگئی - مگر اس باب میں ترکی اور ریاستہاے بلقان ' دونوں حق بجانب ہیں - اسلیے کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاروں کی مراسلات کے پہنچنے اور شائع ہونے میں اتنا وقت صرف ہو جاتا تھا کہ اسکے بعد ان اطلاعات سے فریقین جنگ کسی حالت میں مستفید نہیں ہوسکتے تھے ' اور اسیطرح ان مراسلات کا فائدہ ایک تاریخی حد تک محدود رہتا تھا ' مگر اب حالات بالکل بدلگئے ہیں - نامہ نگار کی مراسلات اسی دن پہنچ جاتی ہے ' اور وصول اشاعت کے بعد سب سے پہلی اشاعت میں نکل جاتی ہے ' اور اسکو تمام دنیا کی طرح فریقین جنگ بھی پڑھسکتے ہیں -

پس اگر نامہ نگاروں کو معرکوں میں شرکت کی اجازت دیجاتی تو ان مراسلات کا اثر وقائع نگاری کی حد سے گذر کے جاسوسی کی حد تک پہنچ جاتا ' اور فریقین میں سے کوئی بھی اپنے ان مخصوص حالات کو پوشیدہ نہ رکھہ سکتا ' جنکا اخفا اسکے مصالح کے نقطۂ نظر سے ناگزیر تھا -

یہ ایک ایسی بات ہے ' جسکو کوئی قائد بھی گوارا نہیں کرسکتا ' کیونکہ اس کا مقصد اپنے حریف کی شکست ہوتی ہے نہ کہ قارئین کی دلچسپی اور جرائد و صحائف کی گرم بازاری -

ماضی و حال میں ایک فرق یہ بھی تھا کہ گذشتہ زمانے میں نامہ نگاران جنگ کی جماعت مختصر ' منتخب ' اور کاردان افراد کا مجموعہ ہوتی تھی ' مگر اس زمانے میں برخلاف اسکے نامہ نگاروں کا ایک جم غفیر تھا ' جسمیں ہر طبقے اور ہر لیاقت کے لوگ تھے - ان نامہ نگاروں کی فوج گراں میں سے بعض نے تو اپنی خدمات بعض اخبارات کے لیے بلا معاوضہ محض اس شوق کی بناء پر پیش کردی تھی کہ وہ اپنی آنکھوں سے ان افسانہ ہاے غم کو ایکٹ (مونٹل) ہوتے دیکھینگے ' جنکو نہایت عمیق شوق و ذوق کے ساتھہ ہمیشہ اخبار و رسائل ' تاریخ ' یا ناولوں کے صفحات پر پڑھا کرتے ہیں -

بساط صحافت (نامہ نگاری) کے ان تازہ واردان جنگ میں بعض افراد تو اس درجہ اپنے فرائض سے ناواقف ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اپنی مراسلات میں کیا لکھیں اور کیونکر لکھیں ؟ -

اس موقع پر مجھے وہ گفتگو یاد آتی ہے جو ایک اخبار کے مالک اور بہت بڑے صحافی میں ہوئی تھی - مالک اخبار پہلے قالین باف تھا - اسکے یہاں فرش بنے جاتے تھے ' مگر آدمی بلند حوصلہ تھا - اس نے ایک اخبار جاری کیا ' اور اسکی تحریر (اڈیٹری) کے لیے اس صحافی کی خدمات حاصل کر لیں - کچھہ دنوں کے بعد مالک اخبار کو خود مضمون نویسی کا ولولہ اٹھا ' اور کاغذ کے چند صفحے سیاہ کرکے مالکانہ تحکم کے ساتھہ ایڈیٹر کے حوالہ کیے - مضمون اس درجہ مہمل اور بے معنی تھا کہ ایڈیٹر اپنی راے کے ضبط کرنے پر قادر نہو سکا اور ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا - یہ دیکھکر مالک نے کہا :

" میں نے بہت سے مضامین دیکھے تھے اسلیے مجھے یہ خیال ہوا کہ اب میں بھی لکھسکتا ہوں "

نامہ نگار نے کہا :

" ہاں مگر میں نے بہت سے فرش پامال کیے لیکن مجھے تو کبھی یہ خیال نہ ہوا کہ اب میں خود بھی فرش بن سکتا ہوں " ! !

نامہ نگاروں کا یہ ازدحام دفعۃً نہیں ہوا ' بلکہ اس تدریجی اضافے کا نتیجہ ہے ' جو جنگوں کے توالی و تتابع کی وجہ سے عرصے سے ہو رہا ہے -

ام درمان (سوڈان) کی جنگ میں ہم لوگوں کی تعداد ۱۶ - تھی مگر اس پر بھی لارڈ کچنر نے کہا تھا کہ اب یہ تعداد اتنی ہو گئی کہ ایک پورا ریجمنٹ ترتیب دیا جا سکتا ہے - مگر ان میں صرف ۶ - شخص پختہ کار نامہ نگار تھے - انہی چھہ میں فریڈ رک ارڈس بھی تھے جو بالاخر زخمی ہوے ' اور ہربرٹ ہاورڈ بھی تھے ' جنہوں نے اس راہ میں اپنی جان تک قربان کردی -

جنگ بوئر میں ہماری تعداد اور بڑھ گئی ' اور جنگ جاپان و روس میں تو اسقدر بڑھگئی تھی کہ پورا ایک لشکر جرار تھا - ہم میں سے بعض نے اپنی خدمات بغیر کسی معاوضۂ مالی کے پیش کی تھیں - جاپان سے جب کوریا جانے کے لیے روانہ ہوے تو ہم میں سے ۵۶ - آدمیوں نے فوج کے ہمراہ جانے کی درخواست کی - ان ۵۶ - میں ۳۳ - انگریزی اخبارات کے نامہ نگار تھے ' ۱۷ - امریکن ' ۳ - فرانسیسی - اتنے ہی جرمنی ' اور اطالی اخبارات کے تھے -

ہم انگریزی نامہ نگاروں کے قافلے میں ارباب صحف و قلم کے علاوہ عام مضمون نگار ' معلم ' تاجر ' بساطی وغیرہ بھی تھے -

دخانی جہاز اس لشکر مکاتبین کے لیے ہر روز نئی نئی کمکیں لاتے رہتے ' جنمیں سے کسی میں امریکہ اور کسی میں سوئز رلینڈ کی خاتونیں بھی ہوتی تھیں -

بلغاری فوج کے ہمراہ کتنے نامہ نگار تھے ؟ مجھے اسکا صحیح علم نہیں - کیونکہ ان لوگوں کے صوفیا پہنچنے سے پہلے ہی میں نے صوفیا چھوڑ دیا - لیکن تخمیناً سو سے تو کسی طرح کم نہ ہونگے - انمیں سے بعض فوجی افسر بھی تھے - ان فوجی افسروں نے عجیب تماشہ کیا - ایک طرف نو العاقی سپاہیوں کے مقابلے میں اس بنا پر امتیاز کا دعوی کیا کہ وہ نامہ نگار ہیں ' اور دوسری طرف نامہ نگاروں کے مقابلے میں بعینہ یہی دعوی اتنی تبدیلی کے ساتھہ دھرا دیا کہ وہ فوجی افسر ہیں ! !

ان میں سے اکثر برگ و ساز اور تجربہ و اختبار ' دونوں حیثیتوں سے اس خدمت کے لیے تیار نہ تھے -

پھر کس اعتماد پر آے تے ؟

صرف اس امید پر ' که رہ بلغاری قوم کی خدمت کے لیے جا رہے هیں ' اسلیے حکومت اور قوم ' دونوں انکا خیال کرینگی ! !

اقوام کے اختلاف کے ساتھہ نامہ نگاران جنگ کے ساتھہ برتاو بھی بدلتا رہا ہے -

جنگ ام درمان (سوڈان) میں پہلے تو لارڈ کچنر نے نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دینے سے صاف انکار کردیا تھا ' حالانکہ وہ خود (اسٹینڈرڈ) کے نامہ نگار تے ' مگر جب لارڈ روزبری نے سفارش کی تو پھر اجازت دی گئی - مگر احتساب مراسلات میں کسی طرح کی تنگ گیری نہیں کی - کیونکہ فوج ایک هی تھی -

اسوقت محتسب مراسلات سر فرانسس رنگنٹ تے -

کہا جاتا ہے کہ نامہ نگاروں کو روکنے کے لیے جنگ روس و جاپان میں جاپانیوں نے بعض وسائل اختیار کیے تے ' مگر یہ بالکل غلط ہے - میرے علم میں کوئی ایسی قوم نہیں جس نے جاپانیوں سے زیادہ نامہ نگاروں مدارات کی هو ' یا جنکے قوانین متعلقہ نامہ نگاران جنگ ' جاپانیوں کے قوانین سے زیادہ معقول هوں - موخر الذکر قوانین میں اگر کوئی عیب تھا (بشرطیکہ یہ عیب هو) تو صرف یہ کہ وہ قابل نامہ نگاروں کو شرکت کی اجازت دیتا تھا ' اور نا قابل نامہ نگاروں کو محروم رکھتا تھا - لائق نامہ نگاروں کے واسطے هر ممکن الرویة معرکے کے دیکھنے کے لیے جاپانیوں نے هر قسم کی آسائیاں بہم پہنچائیں - نگرانی میں غیر مناسب سختی نہ تھی - مراسلات کا وہ حصہ هرگز حذف نہیں کیا جاتا تھا ' جسکی اشاعت اصولا جائز تھی ' گو بعض مصالح خصوصیہ کے خلاف هو -

نامہ نگاروں کے انتخاب کا طریقہ بھی معقول تھا - هر امید وار کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی حکومت کے سفیر کی ایک تحریر پیش کرے ' جسمیں اس بات کی شہادت دی گئی هو کہ یہ شخص کم از کم ایک سال تک کسی اخبار کے دفتر میں کام کرچکا ہے ' یا معروف صحافی ہے -

اگر امید وار اور سفیر میں اختلاف هوتا تھا تو اسکا فیصلہ اس حکومت کے متعلق کردیا جاتا تھا جسکی طرف نامہ نگار اپنے آپ کو منسوب کرتا تھا -

ان اصول پر انتخاب میں ۵٦ - امید وار کامیاب هوے - ان میں سے پہلی فوج کے ساتھہ ١٦ - گئے ' جنمیں ٨ - انگریز ' ٦ - امریکی ' ایک فرانسیسی ' اور ایک جرمن تھا - دوسری فوج کے ساتھہ ۲۰ - گئے - ان میں ۱۱ - انگریز ' ٦ - امریکی ' ایک فرانسیسی ' ایک جرمن ' اور ایک اطالی تھا - تیسری فوج کے ساتھہ بھی ۲۰ - نامہ نگار گئے ' جنمیں ۱۴ - انگریز ' اور ١٦ - امریکی تے -

کون کس فوج کے ساتھہ جائے ؟ اسکا فیصلہ قرعے کے ذریعہ کیا گیا تھا - حکم یہ تھا کہ جس کا نام جس فوج کے ساتھہ نکلے ' وهی اس کے ساتھہ رہے -

ایک امریکی نامہ نگار اس تقسیم پر راضی نہ هوا ' اور اس کے خلاف احتجاج (پروٹیسٹ) کرنے کیلیے ایک مشہور امریکی مصنف اور ایک دوسرے مشہور انگریزی مصور کو اس نے راضی کرلیا ' مگر نتیجہ یہ نکلا کہ ایک فوجی افسر آیا اور اس نے نامہ نگار کو اطلاع دیدی کہ ایک گھنٹے کے بعد ٹوکیو کے اپنے یہاں سے ٹرین روانہ هوگی ' ضرور ہے کہ تم اسی ٹرین میں روانہ هو جاؤ ! !

بلغاریا اور نامہ نگاران جنگ

مگر جنگ بلقان کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی - جاپانیوں نے تعداد کو قلیل رکھی تھی اور اهل لیاقت و کفایت کے انتخاب کا اصول کسی قدر سخت ضرور تھا ' تاهم اتنا هی دانشمندانہ بھی تھا - لیکن بلغاریوں نے دو افسروں کے اعتراض کرنے کے با وجود ' صرف اس خوف سے آئین انتخاب کو نظر انداز کردیا ' کہ اگر یہ لوگ (جو جنگ کے متعلق دنیا کی معلومات کا سرچشمہ هیں) ناراض هوگئے ' تو همارے اسرار و خفایا کو بے نقاب کردینگے ' اور یورپ کی شعوب و امم کی اس همدردی کو نفرت سے بدل دینگے ' جو غیر معمولی فرزانگی و هوشیاری کے ذریعے حاصل کی گئی ہے -

بلغاریا نے اپنے مصالحۂ مخصوصہ کی بنا پر چاها کہ نامہ نگاروں کی دو جماعتیں کردی جائیں - ایک جماعت پہلے جاے اور دوسری اسکے بعد - جو جماعت کہ بعد کو بھیجی جانے والی تھی ' اس نے اس تجویز پر نہایت سختی سے اعتراض کیا - چونکہ بلغاریا کا قبلۂ عمل پہلے هی سے نامہ نگاروں کی رضا جوئی تھا ' اسلیے اعتراض کی وجہ سے پہلی تجویز مسترد کردیگئی ' اور تمام نامہ نگاروں کو صوفیا سے لشکر گاہ تک اک ساتھہ جانے کی اجازت ملگئی -

اسوقت نامہ نگاروں کی تعداد سو کے قریب تھی -

اس کاروان مکاتبین میں سے ۱۰ - اشخاص کو تیسری فوج کے ساتھہ جانے کی اجازت دیگئی - ان میں کرنل رنکینگ نامہ نگار ٹائمس مسٹر فرانک فکس نامہ نگار مورننگ پوسٹ ' اور نامہ نگار ڈیلی میل کے علاوہ تین روسی نامہ نگار بھی تے ' جنمیں دو فوجی افسر تے اور همیشہ اپنے رسمی لباس میں رهتے تے -

فرانسیسی نامہ نگار بھی شامل هوگئے تے اور ان میں بھی دو فوجی افسر تے -

لیکن قرق کلیسا ' لولو برغاس ' اور چٹلجا کے معرکوں میں خود بلقانی ریاستوں کے نامہ نگاروں میں سے صرف ایک هی شخص تھا ! !

لفٹننٹ (ریٹنر) کا دعوی ہے کہ وہ تیسری فوج کے ساتھہ گئے تے ' اور محققانہ تاریخ نگاری کے پرداز پر انہوں نے اپنے مشاهدات قلمبند کیے هیں ' مگر اصل واقعہ یہ ہے کہ تیسری فوج کے ساتھہ ایک بھی آسٹروی نہ تھا - آسٹریا اور جرمنی کے نامہ نگار تیسری فوج کی همراهی سے اسلیے عمداً روکدیے گئے تے کہ وہ بلغاریوں کا طریقۂ جنگ نہ دیکھہ سکیں -

خوش قسمتی سے میں بھی ان لوگوں میں سے تھا ' جنکو اجازت تھی کہ جس فوج کے ساتھہ وہ چاهیں ' جا سکتے هیں -

جب میں (مصطفی پاشا) پہنچا تو افسر فوج نے اپنی فوج کے همراہ جانے کی مجھے اجازت نہ دی - یہ افسر خوش صحبت تھا - اس نے ایک بار میری دعوت بھی کی تھی - میرے پاس رؤساء ارکان جنگ کا صریح اجازت نامہ بھی موجود تھا - با این همہ مجکو اجازت نہ ملسکی ' اور کہا گیا کہ یہاں ٹھیرے رهنا ناگزیر ہے -

بسا اوقات اسطرح کے غیر اختیاری معاملات میں کشود کار کسی ایسی صورت سے هوجاتی ہے جسکا همیں خیال بھی نہیں هوتا - اسی اثنا میں بلغاری فوج میں دو پروفیسر پہنچ گئے ' جنمیں سے ایک مدرسۂ حربیہ کا معلم تھا ' اور دوسرا صوفیا کی یونیورسٹی کا - یہ دونوں احتساب مراسلات جنگ پر مامور کیے گئے ' اور انہیں حکم ملا کہ چٹلجا روانہ هو جائیں -

راستہ دشوار گزار تھا اور سواری کوئی نہ تھی - صرف میرے اور کرنل رنکینگ کے پاس موٹر کار تھی - یہ حالات دیکھکر هم نے فرصت کو معلوم کرلیا ' اور ان پروفیسروں سے کہا کہ اگر وہ همیں فوج کے همراہ جانے کی اجازت دیدیں تو هم انکو اپنی موٹر پر چٹلجا پہنچا دینگے -

وثایق و حقایق

اقتـــراعیـــات

یعنی سفر یجٹس

میونسپل کمشنری کے لیے مسوری میں ایک لیڈی کے انتخاب نے ہندوستان میں بھی اقتراعیات انگلستان (حقوق طلب عورتوں) کی یاد تازہ کردی ہے -

روزانہ تار برقیوں میں ایک دو تار ان عورتوں کے متعلق ضرور ہوتے ہیں - انکے سرفروشانہ عزائم اور جاں نثارانہ اقدامات کے حالات فی الحقیقت نہایت عجیب و غریب ہیں -

جس قوم کے افراد رجال " حقوق طلبی " کے معنی سے نا آشنا هوں ' انکے لیے ان عورتوں کی حقوق طلبانہ جاں بازیوں کی خبریں نظر انداز نہیں کی جاسکتیں -

قوم کو مجبور کیا جاے کہ وہ حقوق طلب عورتوں کی خواهشوں کے آگے سر تسلیم خم کردے -

اس راہ میں کسی سخت سی سخت قربانی سے بھی جو کوئی زندہ وجود کرسکتا ہے ' انہیں انکار نہیں - وہ وزیر اعظم (مسٹر ایسکویتھ) پر حملہ کرتی ہیں ' مظاهرے (ڈیما سٹریشن) نکالتی ہیں ' پولیس سے لڑتی ہیں ' ایوان حکومت کو گھیر لیتی ہیں ' بم چلاتی ہیں ' قید ہوتی ہیں ' قید خانے میں فاقے کرتی ہیں ' پارلیمنٹ کی چھت میں اپنے تئیں لٹکا دیتی ہیں ' اجلاس شروع ہوتا ہے تو مسئلۂ اقتراع کی ضرورت پر انقلاب آفریں تقریریں کرتی ہیں -

شہنشاہ (جارج خامس) کی سواری جا رہی ہے ' ایک اقتراعیہ بڑھکر گاڑی روک لیتی ہے ' گھوڑوں کے آگے فرش راہ بن جاتی ہے ' اور بالاخر بادشاہ اتر کر اس کی مزاج پرسی کرتے ہیں -

اس سے بھی زیادہ یہ کہ ۴ - جون کو بھی نازک و ناز آفریں جماعت برینڈ فورڈ (لندن) کے قریب ایک عالی شان عمارت میں آگ لگا دیتی ہے ' جس سے دو لاکھ دس ہزار روپے کا نقصان ہوتا ہے -

خوش طبیبے ست ' بیا تا همه بیمار شویم !

شکسپیر کا ایک مشہور ڈراما ہے Tamin gof the Shrew - حال میں لندن کے ایک تھیٹر نے سفریجٹ عورتوں کی دست درازیوں کو اسکے بعض مناظر میں نہایت خوبی سے دکھلایا ہے - اس تصویر میں مس لی - اوا ڈراما کی عیار و شوخ چشم عورت بنی ہے ' اور اپنے آخری امیدوار کی جوتے سے مزاج پرسی کر رہی ہے !

یہ بحث بالکل الگ ہے کہ جو طریقہ ان عورتوں نے اختیار کیا ہے اور جو همیشہ ایسی جماعتیں اختیار کرتی ہیں ' وہ کس درجہ قابل تحسین و تقلید ' اور کہاں تک موجب اختلاف ہے ؟ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ راہ حق طلبی میں جو ولولہ و استقلال اور استحکام و ثبات یہ عورتیں ظاہر کر رہی ہیں ' کیا ایشیا کے مردوں کیلیے ان میں کوئی عبرت اور بصیرت نہیں ہے ؟

اگر یورپ کے جاں فروش مردوں کے حالات همیں بیدار نہیں کرتے تو حیف ہے اگر وهاں کی عورتوں کی قربانیاں بھی همارے لیے تازیانۂ عبرت نہوں !

حقوق طلب عورتوں کی تحریک اگرچہ عرصہ سے ہے ' مگر فدائی عورتوں کے اعمال کا سلسلہ سنہ ۱۹۰۵ سے شروع ہوتا ہے ' جبکہ سر هنری کیمبل بنیر مین وزیر اعظم ہوے تھے - اس فدائیت کی تحریک کا مقصد یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو ' ملک کے قانون ' امن ' نظام ' اور سکون میں خلل ڈالا جاے ' اور اپنی جانوں کی قربانیاں کر کے

پبلک کا یہ حال ہے کہ آب رسانی کے دو منبع (ریز روائرس) خراب کر دیے ہیں ' پانی کا رنگ بدل گیا ہے اور اسمیں سمیت آگئی ہے ' مجبور ہو کر سلسلۂ آبرسانی کو بند کردینا پڑتا ہے !

کوئنس هال کے جلسے میں مسٹر چرچل تقریر کرنا چاهتے ہیں مگر اقتراعیات کے شور و غوغا سے ناچار ہو کر رک جاتے ہیں -

شہنشاہ کی تصویر جو مسٹر فیلی کی معجزانہ بداعت نگاری کا بہترین نمونہ ہے ' رائل اکاڈیمی کے وسط ایوان میں آویزاں تھی ' اسکی صورت بگاڑنے کا خطرہ پیدا ہوتا ہے ' اس لیے ملکہ الیگزنڈرا بے بس ہو کر ٦ - جون کو اکاڈیمی سے تصویر واپس منگالیتی ہیں -

اس قسم کے بے شمار واقعات هر روز پیش آتے رہتے ہیں ' حکومت نالاں ہے ' امن عامہ میں خلل آگیا ہے ' قانون کی بے عزتی ہوتی ہے ' تعزیرات بے اثر ہیں ' یہ سب کچھ ہے مگر وزراء اعظم کا ایک بڑا حصہ اس جد و جہد میں عورتوں سے همدردی رکھتا ہے ' خود سر ایڈ ورڈ گرے بہادر (وزیر خارجیۂ برطانیہ) جنکا طرز عمل مشرق کی آزادی کا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوتا آیا ہے ' پارلیمنٹ کے

کارزار طرابلس

پچھلے افتتاح کے موقع پر اقتراعیات کی حمایت میں تقریر کرتے ہیں - تیس برس سے مسٹر ایسکویتھ کے ساتھہ اُن کے دوستانہ تعلقات ہیں ' مگر اُنھیں کسی بات کی پروا نہیں ہوتی ' علانیہ مخالفت کرتے ہیں ' اور عورتوں کو حق اقتراع دینے کے خلاف مسٹر ایسکویتھ نے جو روش اختیار کر رکھی ہے ' اُس کو بڑی رضاحت سے قابل ترمیم بتلاتے ہیں !!

وہ مردانہ وار قید خانے میں جاتی ہیں ' اور خوشی خوشی اسکے مصائب جھیلتی ہیں - قید خانے میں عہد کر لیتی ہیں کہ بالکل بھوکی پیاسی رہینگی ' اور اس طرح اپنی جان دیدینگی ' لیکن جرم کا اعتراف نہ کرینگی - مشہور اقتراعیہ : مس کرالسٹیول پانکھرسٹ بارہا قید خانے جا چکی ہے - جیل کے ڈاکٹر کو ربر کی نالیاں حلق میں اتار کر غذا پہنچانی پڑی ' مگر اس نے اپنے میدان جاں فروشی کا روزہ کبھی نہیں توڑا - مجبور ہو کر پولیس نے بارہا رہا کر دیا - اب پھر قید خانے میں ہے -

پولیس کی کیا ہستی ہے ؟ فوج تک انکے ہاتھوں عاجز آگئی ہے - وہ مرد نہیں عورتیں ہیں - اسلحہ و آلات جنگ انکے پاس نہیں - ہلاکت اور بربادی کی قوتوں پر دسترس نہیں - دولت و شوکت اور فوج و جمعیت ' کوئی بھی کار فرما قوت اپنے ساتھہ نہیں رکھتیں - چند جوان اور بوڑھی عورتیں ! جنس نازک و ضعیف کی ایک جمعیۃ محقرہ ! چند نا تمام مشورے ' اور کمزور ہستیوں کی ایک باہمی سازش !! لیکن با ایں ہمہ ایک طرف انکی صف ہے ' اور دوسری طرف حکومت اور ملک مع اپنی فوج و آلات جنگ کے ' اور مع اپنے قواے عظمت و جبروت کے صف آرا ہے - برسوں گذر گئے ' لیکن ابتک شکست و فرار ' عجز و اعتراف ' اور تذلیل و تحقیر کے سوا انھیں کچھہ نصیب نہیں !!

غور کیجیے کہ حقوق طلبی کے فرشتے نے بال و پر کیسے قوی ہیں ؟ یہ چند کمزور عورتوں کے دل گردے نہیں ہو سکتے جو گھوڑ دوڑ کے میدان میں پادشاہ کے گھوڑے کو روکنے کی کوشش کریں ' اور پھر اسکے نیچے آکر جان دیدیں - یہ کوئی دوسری ہی روح ہے جو انکے اندر کام کر رہی ہے :

هم از غالب حریفی ہاے حسن است
کہ یک عالم حریف کردۂ نیست

چند نازنینان عشوہ طراز نے ایک پورے ملک کے امن کو خطرے میں ڈالدیا ہے !!

خوش طبیبی ست ' بیا تا ہمہ بیمار شویم

اس حالت پر کئی حیثیتوں سے نظر ڈالی جا سکتی ہے - یورپ نے مردوں اور عورتوں کے حقوق عامہ میں جس نوع طبیعی مساوات کا دعوا کیا ہے ' اگر آج اسپر عمل کا وقت آیا ہے تو اسے پیٹھہ نہیں دکھلانی چاہیے - حالات کا لازمی نتیجہ یہی تھا جو ہوا ' اور جبکہ ان حقوق طلبیوں میں کامیابی ہو گی (اور ایسا ہونا ضروری ہے) تو اسکے بعد یورپ کے نظام عائلہ و معیشۃ منزلی کے امراض اجتماعی و ادبی کے ظہور کا آخری دن ہوگا :

ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمایش ہے !

ایک فتح عظیم

نا کام حملۂ اطالیہ

جنرل رانی کا استعفا

اطالی غارتگران طرابلس خود حملہ آور ہیں ' مگر آغاز جنگ سے انھوں نے اپنا انداز یہ رکھا ہے کہ گویا خود محصور ہیں ' اور انکا فرض مدافعت سے زیادہ نہیں - و قذف فی قلوبھم الرعب ' فریقاً تقتلون و تاسرون فریقا (۳۳ : ۲۴)

بیشک انکے اعمالنامے میں حملوں کا بھی ایک عنوان ہے ' مگر یہ حملے ان خروج سے مختلف نہیں ' جو محصورین شدائد محاصرہ سے اکتاکے کردیا کرتے ہیں -

۱۶ - مئی کو اطالیوں نے ایک حملہ کیا تھا - اس حملے کی تفصیل تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

درنہ سے ایک نامہ نگار لکھتا ہے :

" مجاهدین کرام کی ایک جماعت درنہ کو گھیرے پڑی ہے - صبح کا وقت تھا - رات کی خاموشی کے بعد ابھی ہنگامۂ عمل بپا نہیں ہوا تھا کہ مجاهدین نے اپنے آپ کو جنرل ممبورتی کے زیر قیادت ۱۲ - ہزار فوج میں گھرا ہوا پایا - صبح کا وقت ' پہلے سے علم نہیں ' دشمن سر پر ' مگر با ایں ہمہ سپہ سالار عام (عزیز بک) نے ثبات قلب سے اس خبر کو سنا ' اور سنتے ہی فوراً تیاری کے لیے مجاهدین کی مختلف جماعتوں کے نام اوامر و احکام صادر کر دیے - تفتیش حال کا کام اہم اور دشوار تھا ' اسلیے اسکو خود اپنے لیے رکھا -

آفتاب طلوع ہو رہا تھا کہ عزیز بک تفتیش کے لیے روانہ ہوگئے - نقطہ (عین المنصورہ) تک اطالیوں کے آنے کی خبر نہ تھی ' اسلیے انھوں نے اپنے ہمراہ زیادہ فوج نہیں لی - مگر جب آگے بڑھے تو ۱۲ - ہزار انسانوں کا ایک سیلاب رواں نظر آیا -

دونوں فوجیں رو در رو کھڑی ہوگئیں - ایک طرف مٹھی بھر انسان تھے ' دوسری طرف ایک لشکر جرار ' مگر فتح و شکست کا مدار قلت و کثرت ہی پر نہیں بلکہ اس شجاعت و بسالت ' صبر و ثبات ' جوش فدویت و شوق شہادت پر ہے ' جو وجود مومن کی صفات اصلیہ ہیں ' اور جنکی وجہ سے تاریخ اسلام کے ابتدائی عہد میں ایک مسلم اور دس حملہ آور یکساں سمجھے جاتے تھے -

عزیز بک اس شرذمۂ قلیلہ کو لیے اس انسانی سیلاب کے راستے میں کھڑے ہوگئے ' اور اپنے کمال عسکری کے محیر العقول کرشمے دکھانے لگے -

اطالیوں کی آتشباری نے کارزار کو آتشکدہ بنا دیا ' مگر عزیز بک مع اپنے مجاهدین کے اس آتشکدے میں کھڑے جواب دے رہے تھے - آتشباری کی شدت نہایت شدید تھی - ممکن تھا کہ انسانی کمزوری صبر و ثبات پر غالب آجاتی ' مگر غالباً جسقدر ابتلاء و امتحان ہو چکا تھا وہ نا کافی نہ تھا - فیصلہ کن گھڑی قریب آرہی تھی کہ نصرت

الهي تازہ کمک کي صورت میں نمودار هولي - فوج نظامي کا پہلا ریجیمنٹ آگیا ' اور عزیز بک نے اسکو اطالیوں کے میمنہ پر پلٹ پڑنے کا حکم دیا یہ حرکت نہایت کامیاب ثابت هوئي -

معاً دشمن کے پیر اکھڑنے لگے - عین اسوقت جبکہ دشمن کے قدم پیچھے ورہے تھے ' ایک توپخانہ بھي آگیا ' جسمیں چار زرد کار اور بہت بھاري توپیں بھي تھیں -

اسوقت تک مجاهدین کي مثال ایک ایسے چھوٹے سے قافلے کي تھی ' جسکو بھیڑیوں کے ' ایک بہت بڑے گلے نے گھیر لیا هو ' اور وہ انھیں اپنے پاس آنے سے روک رها هو - مگر توپخانے کے پہنچتے هي فوج میں ترتیب عسکری پیدا کي گئي ' اور اسکے بعد جنگ کي بجھتي هولی آگ کو اس زور سے هوا دي کہ پھر شعلے بھڑکنے لگے -

کامل ۱۱ - گھنٹے تک یہ هنگامہ برپا رها - ۱۰ - گھنٹے تک باشندگان عیش آباد (روما) کے صبر و ثبات کي بڑي سے بڑي عمر ہے ' اور سچ یہ هے کہ وہ اسمیں معذور بھی هیں - کیونکہ اس وقت جو کچھہ هو رها هے ' وہ انکي "جرم الارض" کا ایک معجزہ هے ورنہ آگ میں نہانا پیکران حسن کا کام نہیں -

اب هر اطالي اس طرح مبہوت و مندهش تھا ' گویا موت مجسم سامنے کھڑي هے ' اور اسکی عزیز ترین متاع یعني "حیات" کے لینے کے لیے هاتھہ بڑھا رهي هے - پیمانہ لبریز هو چکا تھا - چھلکنے کے لیے صرف معمولي ٹھیس کي ضرورت تھي - ایک پر از خروش صداے اللہ اکبر نے یہ خدمت انجام دي - اطالیوں نے بد حواسي کے عالم میں بھاگنا شروع کیا - مجاهدین نے انکے پیچھے گھوڑے ڈالدیے - دباتے هوئے دور تک چلے گئے - اطالي جب اپنے استحکامات میں گھسگئے تو مجبوراً واپس آجانا پڑا - مجاهدین کرام میں ۷۰ - مجروح اور ۳۰ - شہید هوئے : رحمة اللہ علیهم اجمعین -

اطالیوں کے نقصانات کی تفصیل یہ هے کہ مجاهدین کو غنیمت میں ۳ - پہاڑي توپیں ' ایک مترالیوز قسم کي توپ ' - ۵ - سو بندوقیں اور بمقدار کثیر ذخیرہ جنگ ملا - ۵۰ - آدمي گرفتار هوے - جنمیں گیارهویں ریجیمنٹ کا لفٹننٹ (میر جیلو) بھي هے - گو اطالي مقتولین کي صحیح تعداد معلوم نہیں ' مگر لفٹننٹ (میر جیلو) کے اس بیان سے اندازہ هو سکتا هے کہ " اسکي صفوں کے آگے جو ریجیمنٹ لڑ رها تھا ' اس کا بیشتر حصہ تباہ هو گیا - " ا

یورپ کہتا هے کہ مسیحیت رحم کي تعلیم دیتي هے ' اور اسلام قساوت و سنگ دلي کی - مسیحي رحم کا نمونہ تو تم اطالی کیمپ اور نخلستان میں دیکھہ چکے هو - اب اسلام کي سنگدلي کي داستان بھي سن لیں -

یہ پچاس انسان پا بزنجیر کون هیں ؟ غارتگران وطن ' اعداء حریت ' دشمنان اسلام ' اور قاتلین شیوخ و شبان و نساء و اطفال ' مگر با این همہ بطل غیور عزیز بک حکم دیتا هے کہ تمام زخمی قیدیوں کا علاج کیا جاے ' مردے دفن کیے جائیں ' اور اسیر لفٹننٹ خاص اسکے ساتھہ کھانا کھائے ! ! ع : ببین تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا ؟

اطالیوں کا عام قاعدہ هے کہ اپني شکستوں کو چھپاتے هیں ' مگر یہ شکست اسقدر شدید تھي کہ گو سرکاري طور پر اسکي پوري اهمیت کا اعتراف نہیں کیا گیا ' تاهم اتنا مان لیا گیا هے کہ لفٹننٹ مادل مارتین زخمي ' اور لفٹننٹ میر دیلو گرفتار هوگیا هے - چار توپیں بھي عربوں نے لے لی هیں -

اس شکست کي اهمیت کا اندازہ اس سے هو سکتا هے کہ جنرل راني سے استعفا لے لیا گیا هے ' اور اسکی جگہ جنرل کریري مامور هوا هے -

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان هند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

آپ کي اپیل دربارہ اعانۂ مہاجرین ترکي الهلال مورخہ ۲۱ - مئي کو دیکھہ کر قلب کي جو حالت هوئي ' اسکو نہ تو خود اپنی زبان سے بیان کر سکتا هوں ' اور نہ زبان قلم هي کو اتني قوت هے کہ اسکو ظاهر کر سکے - اپیل کو پڑھکر دلی خواهش یہی هوئی کہ اگر خدا استطاعت دیتا تو آپکا پورا بار اپني گردن پر لے لیتا ' مگر اپني شومي قسمت کو کیا کروں کہ صرف تنگدست هی نہیں بلکہ تہیدستوں کي جماعت میں زندگی بسر کرنے کے لیے پیدا هوا هوں ' اور اسی جماعت میں انشاء اللہ خاتمہ بھی هوگا - بہر کیف سر دست یہ مبلغ چار روپیہ اعانۂ مہاجرین ترکي کے لیے بذریعہ مني آرڈر روانہ کرتا هوں ' اور بقیہ چار روپیہ انشاء اللہ اسی مہینہ کا ختم هونے پر روانہ کرونگا ' لیکن حضور ایسا هرگز خیال نہ فرماویں کہ میں اسکے صلہ میں ایک برس مفت الهلال لینا چاهتا هوں ' اور مجھہ پر کیا منحصر هے شاید کوئی مسلمان جسکے دل میں کچھہ بھي جوش اسلام هوگا اسکو قبول نہیں کر سکتا - میرے خیال کے بموجب هر مسلمان کا فرض هے کہ ایسے وقت میں اپکا هاتھہ بٹانے نہیں بلکہ اپنے مصیبت زدہ و آفت رسیدہ بھائي بہنوں کی مدد کرے -

میري یہ خواهش نہیں هے کہ حضور میرے اس خط کو اپنے قیمتي پرچہ میں جگہ دیں ' لیکن اگر حضور کي خواهش هو تو مجھے کوئي عذر بھي نہیں ' لیکن نام میرا نہ ظاهر کریں -

مجھے امید هے کہ آپ میري اس حقیر تحریر کو کسي گوشہ اخبار میں جگہ دیکر ممنون فرماوینگے - آج اخبار مشرق میں آپکا مضمون دربارہ اعانۂ مہاجرین قسطنطنیہ نظر سے گذرا - دل بھر آیا کہ کیونکر ان لاکھوں بے خانماں مہاجرین کي امداد کیجاے ؟ چنانچہ یہ تحریک جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بیمہان ضلع گونڈہ کي خدمت میں پیش کیگئي - محمدوح نہایت دردمند دل رکھتے هیں ' اور هونہار پر جوش اور همدرد نوجوں میں - اس خبر موحش کا انکے دلپر کمال اثر هوا - اور فوراً مبلغ دو سو بیانیس روپیہ سات آنہ براے اعانت مرحمت فرمایا - اور وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی وقتاً فوقتاً اور جو مدد میرے امکان میں هوگي دیتا رهونگا - زر مذکور آج کي ڈاک سے آپکے نام روانہ کیا جاتا هے - جس پرچہ اخبار میں یہ مضمون شائع هو - اسکی ایک کاپي جناب بابو فتح محمد خانصاحب رئیس موضع بیمہان ڈاکخانہ پچپڑوا ضلع گونڈہ کي خدمت میں روانہ کیجاے - والسلام

شیخ عبد الوحید قدوائي هیڈ مدرس اسکول پچپڑوا ضلع گونڈہ

مخدومنا دام برکاتہم

پس از تسلیم ملتمس هوں کہ جناب نے جو الهلال میں مظلومین و مہاجرین ترکي کي اعانت کیلیے تیس هزار روپیہ کا اعلان کیا هے شاید اس گرانبہا ابتدا کی مثال اس وقت دشواري سے مل سکیگي ' کیونکہ هماري قوم کي تاریخ سے اسلامي اخبارات کي جیسي کچھہ

حالت هے وه تو ظاهر هي هے ' اگر هماري قوم کے اعلي طبقه کے حضرات اس طرف متوجه هو جاتے تو کچهه زياده دشواري نه تهي - ميں بهت هي کم درجه والوں ميں هوں ' افسوس عدم استطاعت اس کار خير ميں جناب کا کچهه زياده هاتهه بٹانے کي اجازت نهيں ديتي ' سردست ايک هنڈوي ايکسو - تيس روپيه کے اس مقصد کے ليے خدمت والا ميں پيش کرتا هوں ' اسکے عوض ميں آپ الهلال کا ايک پرچه ذيل کے پته پر ايک سال کيليے روانه فرمائيں - باقي روپيه امداد مهاجرين ترکي ميں روانه فرمادوں - ميرا نام اوراس کا اعلان نفرمايا جائے اخبار ميں بهي درج نفرمايا جائے

(از رامپور)

قبل اسکے ميري اهليه مبلغ تيس روپيه اعانه مهاجرين ميں داخل کر چکي هيں ' وه مجهه سے پوچهتي هيں که ۴ - جون والے پرچه ميں اس کي اشاعت نهيں کي گئي ' نهيں معلوم اصلي مقام پر روپيه پهونچا هے يا نهيں -

مبلغ يکصد اور چوده روپيه ۱۲ - آنه بذريعه مني آرڈر ارسال خدمت کرتا هوں - دوسري قسط انشاء الله العزيز پرسوں تک خدمت والا ميں روانه کي جاويگي -

جناب اقدس! الهلال کو ديکهکر اعانه مهاجرين سے چشم پوشي کيجاوے کيا معني ' چنانچه اپني استطاعت کے مطابق حاضر و پيشکش خدمت عالي کيا گيا - يه بهي ضرور عرض کرونگا که يه رقم حقير خدا جانے کس صورت سے ارسال کي گئي - اشارة يوں خيال فرما ليجيے که ايک طالبعلم جو که دوسرونکا دست نگر هے اوسکا تحفه محقر هے -

مبلغ ۲۳ - روپيه براے مهاجرين ترک ارسال هے ۸ - آنه ميں اخبار الهلال بهيجنے کي ضرورت نهيں هے ميں قبل سے الهلال کي پوري قيمت ديکر خريدار هوں -

خواجه محمد خليل عفي عنه

فهرست زر اعانۂ مهاجرين عثمانيه

(۲)

	پائي	آنه	روپيه
جناب محمد علي صاحب طالبعلم اسلاميه اسکول گوجرانواله	-	-	۱
جناب محمد عبد الحق صاحب مختار - آره	-	-	۲
جناب غلام نظام الدين حيدر صاحب	-	-	۲
جناب زيڈ - اے - هاشمي صاحب ديري لشکر آگره بتقريب شادي	-	-	۲۵
جناب محمد يوسف صاحب اركوكها	-	-	۲
جناب عبد الله خانصاحب سب انسپکٹر تهانه بهورل مظفر نگر	-	-	۱۰
جناب منشي مصطفى خانصاحب	-	-	۵
جناب منشي عبد الباطن صاحب علوي	-	-	۵
مستورات اهل کانپور بذريعه محمد يسين صاحب	-	-	۷۰
اهليه منشي عبد الرحمن صاحب سب اورسير			

	پائي	آنه	روپيه
مليٹري وركس كرو مري	-	-	۲۰
جناب مهر الدين احمد صاحب اورسير دركٹي	-	-	۲۴
جناب شيخ محمود صاحب سوداگر جگت	-	-	۸
جناب شيخ عبدالستار صاحب سپرنٹنڈنٹ جيل پاكن پورهما	-	-	۳۰
جناب نظير الدين صاحب نعماني - ردولي	-	-	۱۰
جناب حكيم فتح محمد و حكيم عبد القيوم صاحب حيدر آباد سنده	-	-	۷
جناب ركن الدين صاحب ايس اينڈ - ٹي - اور - مري "	-	-	۸
ايك بزرگ	-	-	۳۰۰
جناب سيد مهدي حسن صاحب - بهار	-	-	۱
جناب سيد محمد يعقوب صاحب سب ڈپٹي كلكٹر - جمولي ضلع مونگير		-	۲۰
جناب غلام زين العابدين صاحب (ميرٹهه)		-	۲۲
جناب سيد يوسف رضا صاحب ورنگل	-	-	۱
جناب ميرزا محمود بيگ صاحب وكيل - گونڈه	-	-	۸
جناب مولوي عبد الرحيم صاحب - مليركوٹله	-	-	۹
جناب نصير الرحمن خانصاحب - گونڈا	-	-	۱۵
جناب غلام حسين صاحب ابر - رنگون	-	-	۲۵
جناب عبد الغني اسحاق صاحب رنگون	-	-	۱۰۰
جناب ابو فتح محمد خانصاحب رئيس موضع بهيدان - گونڈه	-	۷	۲۴۲
جناب عبد الكريم صاحب دهيما - آسام	-	-	۴۰۰
ايك بزرگ غيور از رياست رامپور	-	-	۱۲۲
جناب محمد اسماعيل صاحب - خيرپور ناتهن شاه	-	-	۸
جناب رضي احمد صاحب - پورن پور	-	۶	۵
جناب نذير الدين صاحب نعماني - ردولي	-	-	۹
جناب م - ن - ا - بغرض ثواب اهليه خود - (غفرها الله تعالى)	-	-	۱
جناب عابد علي صاحب بغرض ثواب اهليه خود	-	-	۱
جناب پير بخش صاحب از كرانچي	-	-	۱۵۰
(به تفصيل ذيل)			
جناب پير بخش صاحب	-	-	۲۵
جناب محمد ابراهيم ولد پير بخش صاحب	-	-	۵
جناب حاجي رحمت حاجي قاسم بهضه فروش	-	-	۲۵
جناب فضل الدين صاحب انسپكٹر	-	-	۳۰
ملازمان پير بخش	-	-	۱۵
وه عام لوگ جنسے دوكان كي بابت مال وغيره ليا جاتا هے	-	-	۱۵
احباب دوستونكي طرف سے	-	-	۴۵
جناب منشي محمد عبد الكريم صاحب	-	-	۸
بي بي فاطمه صاحبه زوجه منشي محمد عبد الكريم صاحب سكندر آباد	-	-	۸
جناب عبد المجيد صاحب نارئل ڈانگا - كلكته سكندر آباد	-	-	۲۰
ميزان	-	۱۳	۱۸۴۴
ميزان سابق	۶	-	۱۰۴۳
ميزان كل	۶	-	۲۸۸۷

PRINTED & PUBLISHED BY A. K. AZAD, AT THE HILAL ELECTRICAL PRTG. PBLG. HOUSE, 7/1 McLEOD STREET, CALCUTTA